

امارت اسلامیہ افغانستان کا واحد ترجمان اردو ماہنامہ

ماہنامہ شریعت سچ کا ترجمان

شریعت

پہلا سال جمادی الاولیٰ ۱۴۳۳ھ پہلا شمارہ

امریکی درندوں کی وحشتناک عمل کے خلاف
امارت اسلامیہ کا اعلامیہ

امریکہ کے ساتھ بات چیت موقوف



صوبہ ہلمند کے نائب سے گفتگو

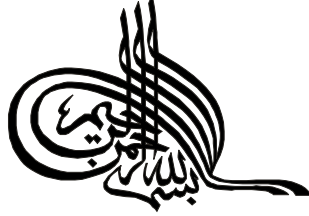
لوٹ کے بدھو گھر آئے

۱۲۰۱۱ امریکہ کیلئے ذلت کا سال

فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال:
من دعا الی ہدائی کان لہ من الاجر مثل اجور من تبعہ لا ینقص ذلک
من اجورہم شیئاً ومن دعا الی ضلالۃ کان علیہ من الاثم مثل آثام
من تبعہ لا ینقص ذلک من اثمہم شیئاً۔ [رواہ مسلم]
ترجمہ :

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا: جو شخص ہدایت کی طرف بلاتا ہے، تو اس کو ان لوگوں کے ثواب کے برابر
حصہ ملتا ہے جو اس کی اتباع کرتے ہیں ان کے ثواب سے بھی کچھ کمی نہیں ہوگی اور جو
شخص گمراہی کی طرف بلاتا ہے تو اس کو ان لوگوں کی گناہوں کے برابر گناہ ملتا ہے جو اس
پر عمل کرتے ہیں لیکن ان کے گناہوں سے کچھ کمی نہ ہوگی۔



امارت اسلامیہ افغانستان کا واحد ترجمان اردو ماہنامہ

شریعت

ماہنامہ شریعت امارت اسلامیہ کا واحد دینی، ثقافتی اور سیاسی مجلہ ہے۔ جسے امارت اسلامیہ کا میڈیا اور ثقافتی کمیشن چلا رہا ہے۔
ماہنامہ شریعت افغانستان میں جاری کشمکش، حالات و واقعات اور مظلوم افغانوں پر روا رکھے جانے والے ظلموں کی سچی عکاس ہے۔

پیشہ سال جمادی الاولیٰ ۱۴۳۳ ۱۴۳۳

اس شمارے میں

- ۲ ماہنامہ شریعت سچ کا ترجمان
- ۳ امریکہ کے ساتھ بات چیت موقوف.....
- ۵ ماہنامہ شریعت کے آغاز پر میڈیا ثقافتی کمیشن کا پیغام
- ۷ صوبہ ہلمند کے نائب امیر سے گفتگو
- ۱۱ زنگ آباد میں امریکی وحشی پن
- ۱۲ شہید اختر محمد عثمانی
- ۱۵ امارت اسلامیہ کا اعلامیہ
- ۱۶ پمپر زوالے امریکی فوجی
- ۱۸ ازکشا داو کشاد آسیا
- ۲۰ قبضہ کی جنگ اور ثقافتی یلغار
- ۲۴ مجاہدین کی کارروائیاں اور نیٹو افواج کی بوکھلاہٹ
- ۲۵ افغانستان جنوری اور فروری کے مہینوں میں
- ۲۸ امیر المومنین کی فکری استقلال کے دو عشرے
- ۲۹ بیرونی غاصبوں کا ایک وحشت ناک عمل
- ۳۰ امریکہ کے لئے ذلت کا سال
- ۳۱ کیا یہ دہشت گردی نہیں؟
- ۳۳ ملک میں تعلیم عام کرنا
- ۳۴ سازشی باپ کے فریبی بچے
- ۳۷ لوٹ کے بدھو گھر آئے
- ۳۹ اہل مغرب! کیا تمہیں اس بے ہودہ تہذیب پر ناز تھا۔
- ۴۰ امریکہ آنکھوں میں دھول جھونکے کی بجائے.....

مدیر اعلیٰ: ولید افغان
نائب مدیر: سلیمان غوری

مجلس مشاورت
ڈاکٹر ہارون
شمس ابدالی
اسد افغان
فرہاد ہروی
استاد فریدون

E-Mail:
shariatmagazine@yahoo.com

web sit:
www.shahamat-urdu.com

ڈیزائننگ: سلمان بدر

ماہنامہ ”شریعت“ سچ کا حقیقی ترجمان

مدیر اعلیٰ کے قلم سے

قارئین محترم! ماہنامہ ”شریعت“ کا پہلا شمارہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔ برقی لہروں پر ہماری اردو ویب سائٹ کئی برس سے کام کر رہی ہے۔ اب ایک ماہنامہ جریدے کے طور پر آپ کے سامنے دستاویزی شکل میں اوراق پر پیش کر رہے ہیں۔ ایک طویل عرصے سے اس بات کی ضرورت محسوس کی جا رہی تھی کہ اردو میں ایک ایسا میگزین ہونا چاہیے جو کہ ایک طرف اردو سمجھنے اور پڑھنے والوں کے سامنے افغانستان کی حقیقی تصویر پیش کر سکے تو دوسری جانب افغانستان کے اسلامی امارت کے آئینشل موقف اور طالبان کے عوامی خدمات اور کامیابیوں کے بابت امارت اسلامیہ کے ترجمان جریدے کے طور پر پڑھنے والوں کو معلومات پہنچائے۔ اس عزم کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ہم اللہ کا نام لے کر ”ماہنامہ شریعت“ کے نام سے ایک اردو میگزین کا اجراء کر رہے ہیں۔

ماہنامہ ”شریعت“ کا اصل ہدف جہاں لوگوں تک سچائی پہنچانا اور اصل تصویر پیش کرنا ہے وہاں یہ عیار دشمن کے منفی پروپیگنڈے کی روک تھام اور سد باب کا آغاز بھی ہے۔ آپ اس بات سے بخوبی آگاہ ہیں کہ امارت اسلامیہ افغانستان میں مجاہدین نے گزشتہ دس سال کے دوران قابض دشمن کو جس انداز میں مٹی چاٹنے پر مجبور کیا ہے ماضی قریب میں اس کی نظیر نہیں ملتی اور ایسا کوئی دن نہیں گزرتا جب دشمن کے قافلے مجاہدین کے حملوں کی زد میں نہ آتے ہوں۔ مغربی افواج اپنے لالو لشکر اور اپنی غلام میڈیا کے ساتھ افغانستان آئی ہوئی ہیں۔ میڈیا میں کوئی خبر ان کی مرضی کے بغیر جاری نہیں ہوتی اور نہ ہی کبھی حقائق کو سامنے لایا جاتا ہے اور اگر کسی خبر کو نشر بھی کیا جاتا ہے تو اس حال میں اس کی اصل صورت مسخ ہو چکی ہوتی ہے اس لئے کہ یہ لوگ اس فن کے ماہر اور دروغ گوئی اور حقائق کو مسخ کرنے میں یتما ہیں۔

ماہنامہ ”شریعت“ جہاں ایک طرف آپ کے سامنے محاذوں کی خبریں اور تبصرے سامنے لائے گا وہیں افغانستان میں قابض امریکیوں اور اتحادیوں کے مظالم کو بھی طشت از با م کرے گا۔ اس میں امارت اسلامیہ افغانستان کی سپریم کونسل کی جانب سے جاری کردہ سرکاری تبصرے، اعلامیے، جہادی مسوئلیں کے انٹرویوز، شہداء کے تذکرے، وطن عزیز کے مختلف صوبوں سے ”شریعت“ کے رپورٹروں کی ڈائریاں، اسٹاف رائٹرز کے کالم اور تصویری خبر نامہ شامل ہوگا۔ اس کے ساتھ امارت اسلامیہ افغانستان کے مجاہدین کی جانب سے ماہ رواں میں ہونے والی کارروائیوں کا تفصیلی چارٹ دیا جائے گا جس میں دشمن کو پہنچنے والے جانی اور مالی نقصانات کی تفصیل ہوگی۔

قارئین کی سہولت اور انہیں افغانستان کے حالات سے باخبر رکھنے کے لیے ہم نے اس میگزین میں اپنے ترجمان ذبیح اللہ مجاہد کو بھی مصروف رکھا ہے۔ محترم ذبیح اللہ مجاہد افغانستان سے متعلق قارئین کے سوالات کا جواب دیں گے جنہیں ہم آپ کے لئے اسی جریدے میں شائع کریں گے۔

ہماری کوشش ہوگی کہ اس میگزین میں قواعد اور املائی اغلاط نہ ہوں۔ لیکن پھر بھی اگر میگزین میں کوئی غلطی آپ کی نظر سے گزرے تو ازراہ کرم ہمیں مطلع فرمائیں۔ ہمیں قوی اُمید ہے کہ آپ اس ضمن میں ہمارے ساتھ بھرپور تعاون کریں گے۔ آپ کے ہر مفید مشورے، اصلاح اور راہنمائی کو بھرپور چشم قبول کیا جائے گا۔ چلتے چلتے ہم ان تمام مجاہد لکھاریوں کی خدمات کی قدر کرتے ہیں جنہوں نے افغانستان کے مجاہدین کی خدمات اور کارروائیوں سے متعلق قارئین کو آگاہ کیا اور کر رہے ہیں۔ لیکن یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ امارت اسلامیہ کے میڈیا کمیشن کے فریم ورک میں ”شریعت“ ہی واحد ترجمان اردو جریدہ ہے، جو آپ جیسے معزز قارئین کی مدد سے اپنے جہادی مشن کو جاری رکھے گا۔..... فقط والسلام

امریکیوں کے ساتھ بات چیت موقوف کرنے کے بارے میں امارت اسلامیہ کا اعلامیہ

پہنچاتی ہے، حالانکہ امارت اسلامیہ ان شعبوں میں انتہائی واضح پالیسی اور طویل المعیاد منصوبے رکھتی ہے۔

اسی سلسلے میں امارت اسلامیہ کے سیاسی نمائندوں نے قابض دشمن کے ساتھ قطر میں اُس سیاسی دفتر کو کھولنے پر اتفاق کیا جس پر اسلامی امارت اور قطر کی حکومت کے مابین پہلے سے اتفاق رائے ہو چکا تھا، اور اس میں قیدیوں کے تبادلے پر ابتدائی بات چیت شروع ہوئی، اس بابت امریکیوں نے قیدیوں کے تبادلے کو عملی جامہ پہنانے اور ہمارے سیاسی دفتر کی مخالفت نہ کرنے پر بھی موافقت کی، لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ امریکیوں نے اپنے وعدوں کی پاسداری نہیں کی اور اس دوران ایسا بے بنیاد پروپیگنڈا بھی شروع کیا کہ امارت اسلامیہ کے نمائندوں نے ان کے ساتھ افغانستان کے مسئلے کے ہمہ جہت پہلوؤں پر مذاکرات شروع کیے ہیں، اور اسی کے ساتھ حامد کرزئی نے جو امریکیوں کی اجازت کے بغیر ایک بات بھی نہیں کر سکتے، بغیر کسی ثبوت کے یہ دعویٰ کیا کہ کابل انتظامیہ اور امریکیوں نے طالبان کے ساتھ مشترکہ طور پر مذاکرات شروع کیے ہیں، حالانکہ امارت اسلامیہ نے مندرجہ بالا دو باتوں (دفتر کا کھولنا اور قیدیوں کا تبادلہ) کے علاوہ دیگر موضوعات پر کسی قسم کے مذاکرات نہیں کیے ہیں، نہ ہی کسی کی کوئی شرائط مانی گئی ہیں، اور نہ ہی کرزئی انتظامیہ کے ساتھ بات چیت ہوئی ہے۔ دوسری بات یہ کہ مذکورہ بالا نکات پر امریکیوں کی جانب سے ابھی تک عمل درآمد نہیں ہوا تھا کہ امریکی نمائندوں کی جانب سے دوسری ملاقات میں امارت اسلامیہ کو بعض ایسی شرائط پیش کی گئیں جن پر نہ صرف یہ کہ اس سے قبل اتفاق رائے نہیں ہوا تھا بلکہ پہلے ہونے والی مفاہمت کے بھی خلاف تھا، اسی وجہ سے امریکیوں کے اس بدلتے اور متزلزل موقف کو نظر میں رکھتے

کچھ عرصہ قبل 1433ھ کی ماہ صفر المظفر کی 8 تاریخ بمطابق 3 جنوری 2012ء کو امارت اسلامیہ افغانستان نے آفیشلی طور پر قطر میں عالمی برادری کے ساتھ افہام و تفہیم اور قابض امریکیوں کے ساتھ بعض متعین موضوعات کو واضح کرنے کی غرض سے حکومت قطر کے ساتھ سیاسی دفتر کھولنے پر رضامندی ظاہر کی۔

مذکورہ سیاسی دفتر کھولنے کا مقصد یہ تھا کہ امارت اسلامیہ، عالمی برادری کے ساتھ آزادانہ طور پر اور بے خطر اپنے رابطے مضبوط کرے، اور ساتھ ساتھ قابض فریق کے سامنے بیٹھ کر اسے اس بات سے آگاہ کرے کہ ہم مزاحمت چھوڑنے والے نہیں اور تمہیں اُس وقت تک چین سے نہیں بیٹھنے دیں گے جب تک تم اپنا آخری فوجی ہمارے ملک سے نہ نکال لو اور افغانوں کو ان کی مرضی کی اسلامی حکومت بنانے کے لیے آزاد چھوڑ دو۔

اور قطر میں سیاسی دفتر کھولنے کا ایک اور مقصد فریق مخالف کے اس بہانے کو بھی ختم کرنا تھا جو وہ بار بار کرتا رہتا تھا کہ ہمیں مجاہدین کا ٹھکانہ معلوم نہیں ورنہ ہم ان سے رابطہ رکھتے۔ اور اسی بنا پر وہ اپنے آپ کو بری الذمہ قرار دیتے تھے۔ اسی طرح ہم یہ چاہتے تھے کہ آئندہ سامنے بیٹھ کر تمام فریقوں کو یہ باور کرایا جائے کہ ہم مستقبل میں ہر کسی کے ساتھ اُس طرح کا معاملہ کرنے کے لیے تیار ہیں جو دو آزاد ممالک کے مابین ہوتا ہے جس میں ہر فریق اپنے قوانین کی رعایت رکھتا ہے، اور ہم یہ بھی چاہتے تھے کہ عالمی برادری کے ذہنوں سے ان باتوں کو بھی دور کیا جائے جو ہمارے دشمن نے ہمارے خلاف کی ہیں، اور ہماری تصویر دنیا کے سامنے ایسی رکھی ہے گویا امارت اسلامیہ عسکری طاقت کے علاوہ سیاسی، ادارہ جاتی اور معاشرتی میدانوں میں منصوبہ بندی نہیں رکھتی اور اسلامی امارت دیگر ممالک کو نقصان

ہوئے اسلامی امارت امریکا کے ساتھ بات چیت ختم کرنے پر مجبور ہوئی۔

ہم کہنا چاہتے ہیں کہ بات چیت میں رکاوٹ کا اصل سبب امریکا کا متزلزل، بدلتا اور غیر واضح موقف ہے، اس لیے بات چیت رکنے کی ذمہ داری بھی امریکیوں پر عائد ہوتی ہے۔

اس مقصد کے لیے کہ اپنے مسلمان عوام اور قابض دشمن سمیت تمام دنیا کے سامنے امارت اسلامیہ کا موقف واضح ہو، امارت اسلامیہ نے قطر میں سیاسی دفتر کھولنے کو صرف اور صرف عالمی برادری کے ساتھ افہام و تفہیم اور اس میں پہلی فرصت کے طور پر امریکیوں کے ساتھ قیدیوں کے تبادلے پر بات چیت کرنی تھی، لیکن ایسا محسوس ہوتا ہے کہ قابض امریکی اور ان کے کٹھ پتلی حکومت اسلامی امارت کے اس اقدام سے ناجائز فائدہ اٹھانے کے ساتھ ساتھ دیگر اہداف حاصل کرنا چاہتے ہیں اور ان مذموم مقاصد کے حصول کی خاطر اس مسئلے کو موخر کرنے کے ساتھ ساتھ وقت بھی ضائع کر رہے ہیں۔

لہذا امارت اسلامیہ افغانستان نے یہ طے کیا ہے کہ قطر میں امریکی فریق کے ساتھ اپنے جاری مذاکرات کو آج کی تاریخ سے لے کر اس وقت تک کے لیے روک دیا جائے جب تک امریکیوں کی جانب سے ان متعین موضوعات پر بحث کرنے کے حوالے سے اپنا موقف واضح اور وقت ضائع کرنے کی بجائے کیے جانے والے وعدوں پر عمل کرنا واضح نہ ہو۔

اسی طرح افغانستان کے موضوع کی دو ابعاد ہیں، ایک بیرونی اور دوسری داخلی۔ بیرونی بعد امریکیوں سے متعلق ہے اور داخلی بعد افغانوں سے متعلق ہے۔ جب تک بیرونی بعد حل نہ ہو، اور اس کو حل کرنے کی طاقت غیر ملکیوں کے پاس ہے، داخلی بعد میں جانا بے معنی اور وقت کا ضیاع ہے، اسی وجہ سے امارت اسلامیہ کا بل انتظامیہ کے ساتھ بات چیت کو بے سود سمجھتی ہے۔ اور ان تمام امور کے ساتھ ساتھ امارت اسلامیہ دشمن کے

ناپاک منصوبوں کے مقابلے میں بہت عمدہ تیاری، بلند ہمتی، طویل المیعاد جہادی منصوبے اور اپنے مومن عوام کی وسیع حمایت رکھتی ہے۔ امارت اسلامیہ افغانستان میں امریکی موجودگی کو پورے خطے کے لیے خطرہ سمجھتی ہے اور ایک لمحے کے لیے بھی نہ تو موجودہ شکل میں اور نہ ہی عارضی یا مستقل اڈوں کی صورت میں اسے برداشت کیا جاسکتا ہے۔

امارت اسلامیہ ایک بار پھر پوری دنیا خاص طور پر علاقائی ممالک سے اپیل کرتی ہے کہ پورے خطے کے استحکام اور امن کی خاطر قابض افواج کو بھگانے میں امارت اسلامیہ کی حمایت و تائید کریں۔
والسلام

☆.....☆.....☆

بقیہ از..... رنگ آباد وحشی پن....

کسی بھی قسم کے اقدام سے دریغ نہیں کیا جائے گا۔

6۔ اسی طرح امارت اسلامیہ امریکی اور نیٹو کے اتحاد میں شامل ملکوں کے عوام کو یہ بات یاد دلانا چاہتی ہے کہ تمہارے فوجیوں کے اس ناقابل معافی جرم نے افغان ملت اور پوری دنیا کو تمہارے انسانی حقوق اور ان سے ہمدردی کی اصل تصویر پیش کی ہے، جس میں مظلوم افغانوں کے ساتھ تمہارا انسان دشمن رویہ بالکل عیان ہے۔ یہ بات خوب سمجھ لو کہ یہ امن پسندوں کا اقدام نہیں بلکہ اس طرح کے جرائم سے تم نے نازیوں کی یاد تازہ کر دی ہے۔ اس بات کی طرف متوجہ ہو جاؤ کہ اگر تم نے اپنی ہٹ دھرم حکومتوں کو کنٹرول نہیں کیا تو اس طرح کے اقدام کی تمہیں بہت بھاری قیمت دینا ہوگی۔

امارت اسلامیہ افغانستان

شریعت میگزین کے آغاز پر امارت اسلامیہ افغانستان کے

میڈیا و ثقافتی کمیشن کا پیغام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بلا شک و شبہ دور جدید میں میڈیا اور ذرائع ابلاغ مؤثر اور اہمیت کا حامل کردار رکھتے ہیں۔ لیکن یہ بھی ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ سرد جنگ کے خاتمے کے بعد سے مغرب خاص کر امریکا نے اسلام کو اپنے لیے ایک مضبوط چیلنج اور خطرہ سمجھ کر اس کے خلاف الیکٹرونک اور پرنٹ میڈیا سے جنگی محاذ اور اسلحہ کا کام لیا ہے۔ یہاں تک کہ جھوٹے پروپیگنڈوں کے ذریعے تشدد کو پر امن اور انسانیت دوست دین اسلام اور مسلمانوں سے جوڑ دیا ہے.....!

خاص طور پر نائن الیون کے واقعہ کے بعد جب بٹش نے تمام عالمی قوانین کی کھلم کھلا خلاف ورزی کرتے ہوئے امارت اسلامیہ کے خلاف صلیبی جارحیت کا اعلان کیا تو اس کے ساتھ ہی مغربی میڈیا نے ثقافتی، فنی اور نشریاتی میدانوں میں جارحیت کا ارتکاب کیا۔ بی بی سی، سی این این اور دیگر چینلوں کے ذریعے دنیا کے سامنے مسلمان فساد گردانے گئے۔ انہی ذرائع ابلاغ کے اداروں نے امریکی قیادت میں صلیبی جارحیت پر عالمی برادری کے ذہنوں کو اپنے قبضے میں رکھا اور لوگوں کو بٹش کی جانب سے اعلان کردہ جارحیت کی حمایت پر ابھارا۔ اسی کا مشاہدہ کرتے ہوئے ایک بڑی تعداد میں دانشوروں کو اس بات کا یقین ہے کہ ”میڈیا کو کھلی طور پر مغرب کے اسلام دشمن ممالک نے یرغمال بنایا ہوا ہے اور وہ مسلسل اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اس کے ذریعے منفی تاثرات اور غلط پروپیگنڈہ نشر کرتے ہیں۔“

آج ہماری اسلامی سرزمین افغانستان پر [جو روز اول سے اسلام کی سرزمین رہی ہے] قابض امریکی فوجی دین اسلام کے اقدار کو پامال کر رہے

ہیں..... اسلامی اور افغانی اقدار کی توہین کر رہے ہیں۔ امریکا کے سامراجی مفادات کی خاطر افغانستان کے قدرتی ذخائر اور قومی مفادات ملیا میٹ ہو رہے ہیں..... آزادی اور جمہوریت کے عنوان تلے افغانستان کی اصل اور اسلامی تہذیب کی جگہ مغرب کی بے حیا اور ننگی تہذیب کو رائج کیا جا رہا ہے۔ گزشتہ دس سالہ ناکام جنگ کے بدلے کے طور پر امریکی وحشی فوجیوں کی جانب سے افغانوں کی نسل کشی پر ہر افغان گھرماتم کدہ بنا ہوا ہے جبکہ ہر راہ اور گلی میں خون کی ندیاں بہہ رہی ہیں۔ مغربی میڈیا نے نہ صرف یہ کہ اس چنگیزی قتل عام اور دہشت گردی پر آنکھیں بند کی ہوئی ہیں بلکہ اُسے دہشت گردی کے خلاف جائز جنگ قرار دیتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ مغربی میڈیا نے دنیا میں انسانی حقوق کے احترام، مظلوموں کے دفاع کے عنوانات پر دنیا کو دھوکے میں رکھا ہوا ہے حالانکہ حقیقت میں یہی میڈیا مظلومیت کے مقابلے میں ظالم کے دفاع اور اس کے اتحادیوں کی صف میں کھڑا نظر آتا ہے۔ آج افغانستان کی ہموار اور پہاڑی دڑوں میں آزادی کے ولولے موجزن ہیں، ہر باضمیر اور باشعور افغان کی زبان پر اسلام اور آزادی کے سوا کوئی دوسرا نعرہ اور مطالبہ نہیں ہے۔ لیکن اس بابت مغربی میڈیا کا رویہ انتہائی جانب دارانہ، انصاف اور حقیقت سے کوسوں دور اور کینہ، تعصب اور حسد سے بھرپور ہے۔ ہمیشہ افغانستان کے اندرونی واضح حقائق کو چھپا کر مجاہدین اور اسلامی امارت کے عظیم اسلامی اور انسانی اقدار پر مٹی ڈالنے کی کوشش کی جاتی ہے، بیرونی دنیا کو اس کے بارے میں غلط اور تحریف شدہ تصویر پیش کی جاتی ہے اور خطے کے ممالک اور عوام کے مابین نفاق، نفرت اور دشمنی کی بیج بوئی جاتی ہے۔

انہی حالات کے پیش نظر امارت اسلامیہ افغانستان نے عالمی برادری

خاص کر خطے کے ممالک کے عوام کو وقتاً فوقتاً افغانستان کے موجودہ حقیقی حالات، تبدیلیوں اور حقائق سے صحیح طور پر آگاہ کرنے کے لیے اپنے کم وسائل اور محدود ذرائع کو بروئے کار لاتے ہوئے کوشش کی ہے کہ سچ کی تشہیر کا انتظام کیا جائے۔ پیش نظر یہی ہے کہ دنیا مظلوم اور نہتے افغانوں کی مظلومیت کے احوال سے باخبر اور مغرب کے جھوٹے پروپیگنڈے سے بچ سکیں اور ان تمام وحشیانہ مظالم اور جرائم سے بھی آگاہ ہوں جو امریکی اور نیٹو کے وحشی صفت فوجی نہتے افغانوں پر کرتے ہیں۔

اسی سلسلے میں افغانستان کی اسلامی امارت کی مطبوعاتی اور ثقافتی کمیشن نے افغانستان کی قومی زبانوں (پشتو، فارسی) کے ساتھ ساتھ چند مشہور غیر ملکی زبانوں (عربی، انگریزی، اردو) میں برقی اور پرنٹ سطح پر ابلاغ کا سلسلہ شروع کیا ہوا ہے۔ اب جب کہ اردو زبان خطے اور عالمی سطح پر مواد سے مالا مال اور اہم زبان کی حیثیت رکھتی ہے اور اس کے بولنے والے افغانوں کے ساتھ تاریخی، جغرافیائی اور ثقافتی تعلقات رکھنے کے علاوہ عقیدے کی یگانگت بھی رکھتے ہیں، اس لیے اس بات کی ضرورت محسوس کی جا رہی تھی کہ اس انتہائی غنی زبان (جو اسلامی دور کی پیداوار ہے) کے بولنے، سمجھنے اور پڑھنے والے وحشی امریکیوں کے ہاتھوں ستائے اور مصیبت زدہ افغان ملت کے بارے میں درست معلومات حاصل کر سکیں۔

اس وجہ سے بھی اس کی ضرورت محسوس کی جا رہی تھی کہ اردو ذرائع ابلاغ میں گاہے بہ گاہے بعض لوگ اسلامی امارت کی طرف سے جھوٹی نسبت کی بنا پر ایسی ایسی بے بنیاد چیزیں شائع کرتے رہے ہیں جو اسلامی امارت کی پالیسی کے خلاف اور افغانی شخص کے لیے نقصان کا سبب بنتی ہیں۔ ان تمام باتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے امارت اسلامیہ کی میڈیا اور ثقافتی کمیشن نے تہیہ کیا ہے کہ ”شریعت“ کے نام سے ایک اردو میگزین کی بنیاد ڈالی جائے تاکہ وہ اپنے صفحات میں اسلامی، ادبی، علمی، اور تاریخی اقدار کو ملحوظ رکھتے ہوئے امارت اسلامیہ کے شاندار اسلامی، افغانی اور انسانی

اقدار کو حقیقی انداز میں پیش کرے اور اپنے پڑھنے والوں تک پہنچائے۔ یہ میگزین امارت اسلامیہ کے جہادی فکر اور سیاسی توجیہات کا عکاس اور اسے سمجھنے میں اسلامی امارت کے دیگر رسالوں اور ذرائع ابلاغ کی طرح ثقہ اور معتبر ماخذ کی حیثیت سے اپنی صحافتی اصولوں کا مکمل پابند رہے گا۔

یہ ممکن ہے کہ ”شریعت“ میگزین زبان و بیان اور پیشکش کے لحاظ سے ایک مثالی میگزین نہ ہو، لیکن مواد، سچائی اور صحافتی دیانت کے لحاظ سے یہ فقید المثل اور بہترین میگزین ہوگا۔

یہ مجموعی طور پر مظلوم افغان عوام کی آہ و بکا اور کھ درد کو پہنچانے کے ساتھ ساتھ تاریخ کے اس اہم موڑ پر ان کے شاندار جرأت ایمانی اور قومی غیرت اور جہادی جذبے کا عکاس ہوگا اور دنیا بھر کے مسلمان اس میگزین کی نظر سے افغانوں کی ان لازوال قربانیوں اور ان کے جذبہ ایمانی کو دیکھ پائیں گے جس کا اس وقت افغان ملت اور امارت اسلامی افغانستان کے مجاہدین مظاہرہ کر رہے ہیں۔ ان شاء اللہ! شریعت میگزین کا مطبوعاتی سفر بہت سارے علمی، جہادی، سیاسی اور مفید اہداف کے حصول کا سبب بنے گا۔

آخر میں میڈیا اور ثقافتی کمیشن کے کارکنان اور خاص کر اس اہم اور گرانقدر میگزین ”شریعت“ کے کارکنان جنہوں نے انتہائی مختصر وقت اور انتہائی عرق ریزی سے عمدہ صحافت اور اعلیٰ ترتیب کے ساتھ اس میگزین کی اشاعت کو ممکن بنایا مبارک باد پیش کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے دربار میں ان کے لیے توفیق طلب کرتے ہیں کہ وہ اس راستے سے مسلمانوں کے لیے مزید خدمات انجام دیں اور عصر حاضر کی ضروریات اور تقاضوں کو مد نظر رکھتے ہوئے میگزین کی بہتری کے لیے مفید مضامین اور مثبت تبدیلیاں لائیں۔

اسی اُمید کے ساتھ

میڈیا و ثقافتی کمیشن

امارت اسلامی افغانستان

☆.....☆.....☆

صوبہ ہلمند

کے نائب امیر ملا محمد داؤد منزل سے نمائندہ ”شریعت“ کی ایک نشست

گزشتہ دنوں ماہنامہ ”شریعت“ کے نمائندہ کی صوبہ ہلمند کے نائب امیر ملا محمد داؤد منزل کے ساتھ صوبے کے موجودہ حالات و واقعات سے متعلق ایک مختصر نشست ہوئی۔ جس میں نمائندہ نے ان سے اس بارے میں چند سوالات کئے۔ ذیل یہ گفتگو نذر قارئین کی جاتی ہے:

مرکز کے بارے میں بھی تھا۔ جس کے لیے مختلف علاقوں میں فضائی راستے سے اسٹیشنل فورسز تعینات کیں، جس کے بعد ان کو مراکز سے زمینی فورسز اور ٹینکوں کی مدد بھی حاصل رہی، اور آپریشن کرنے کے لیے منصوبہ بندی کر رہے تھے مگر علاقے میں مجاہدین کے حملوں اور بارودی سرنگوں کی بدولت اپنے ٹھکانے پر محصور رہے اور کسی قسم کی پیش قدمی نہ کر سکے۔ دشمن کے یہ فوجی آپریشنز جو رواں سال ہلمند میں مجاہدین کی ہمت کی برکت سے ناکامی سے دو چار ہوئے۔ ان میں خاص طور پر موسیٰ قلعہ کی مرزا آباد، ضلع گرینٹک کے درہ آدم خان اور شور اوک، سفید مسجد، ندی، نوزاد کے کاریز علاقے، زمیندار اور ضلع نادعلی میں دشمن کے بڑے چھوٹے سب آپریشنز قابل ذکر ہیں۔

3 رواں سال صوبہ ہلمند میں دشمن کو بہت بھاری جانی اور مالی نقصانات سے دوچار ہونا پڑا۔ گزشتہ ڈھائی مہینوں میں دشمن کے تین ہیلی کاپٹرز مار گرائے گئے۔ اگر ٹینکوں اور فورسز پر حملوں کی تفصیل ذکر کروں تو شاید بات لمبی ہو جائے۔ اس لیے مختصر عرض کروں کہ رواں سال ہلمند میں دشمن پر بہت زیادہ دھماکے ہوئے۔ مثال کے طور پر صرف نوزاد میں گزشتہ دو مہینوں کے دوران دشمن کی پیدل گشت کرنے والی فورسز اور ٹینکوں پر 176 دھماکے ہوئے۔ وہ جو کچھ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا وہ دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ نوزاد کے انزرو شالی علاقہ میں جب ان کا کواٹے گزر رہا تھا تو تین کلو میٹر کے فاصلے پر ان کے نوٹینک بارودی سرنگوں کا شکار ہوئے جس سے ہلمند میں دشمن پر دھماکوں اور دیگر نقصانات کا اندازہ با آسانی لگایا جاسکتا ہے۔

شریعت: جناب منزل صاحب! سب سے پہلے آپ ہمیں سال رواں میں صوبہ ہلمند کی جہادی سرگرمیوں سے متعلق مجاہدین کی کارکردگی سے ہمیں آگاہ کریں۔

ملا محمد داؤد منزل: الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ علی قائد المجاہدین محمد علی الدواصحبہ اجمعین۔ اما بعد!

رواں سال کے دوران صوبہ ہلمند کی جہادی سرگرمیوں سے متعلق کہنا چاہتا ہوں کہ الحمد للہ صوبہ ہلمند میں جہادی سرگرمیاں بہت کامیاب اور موثر رہیں، جن میں دشمن کو بھاری نقصان پہنچا اور مجاہدین نے بہت سی فتوحات حاصل کیں۔ صوبہ ہلمند میں رواں برس جاری جہاد کی صورتحال سے متعلق میں آپ کی خدمت میں چند نکات پیش کرتا ہوں جس سے آپ کے سامنے صوبے کی حالت کچھ واضح ہو جائے گی

1۔ رواں سال ہلمند میں دشمن نے تمام آپریشنز کے باوجود کچھ معمولی فتح بھی حاصل نہیں کی اور نہ ہی کسی علاقہ کو کنٹرول میں لاسکا بلکہ اس کے برعکس بہت سے علاقے جو 2010ء میں مختلف سرچ آپریشنز کے دوران بھاری نقصانات اٹھانے کے بعد ان کے زیر کنٹرول آئے تھے جہاں انہوں نے اپنے مراکز بھی بنائے تھے اس انہیں ان مراکز سے بھی ہاتھ دھونا پڑا۔

2۔ اس سال ہلمند میں مجاہدین کی کامیاب مزاحمت کی بدولت دشمن کے تمام آپریشنز تمام تر وسائل کے باوجود واضح ناکامی سے دوچار ہوئے۔ دشمن نے منصوبہ بنایا تھا کہ شمالی ہلمند کے زمیندار، موسیٰ قلعہ اور نوزاد کے اضلاع تک اپنا دائرہ اختیار بڑھادے گا یہی مقاصد و منصوبہ ان کا ہلمند کے

اس کے علاوہ رواں سال ہلمند کے خائشین کے کمشنر مسعود بلوچ، گرم سیر کے ڈی آئی جی سیف اللہ اور دیگر اعلیٰ حکام مجاہدین کی کارروائیوں سے ہلاک ہوئے۔

شریعت: آپ نے ہلمند میں دشمن کی فرار کی طرف اشارہ کیا اس حوالے سے قارئین شریعت کو کچھ تفصیل بتائیں۔

ملا محمد داؤد مزمل: جی ہاں! جس طرح ذکر کیا کہ دشمن اس سال مکمل طور پر ناکامی سے دوچار ہوا ہے بھاری نقصانات کی وجہ سے قبضہ کیے گئے علاقے چھوڑ گیا اور متعدد مراکز مجاہدین نے فتح کئے۔ آپ کو مختصراً دشمن کے اُن مراکز کے بارے میں بتا دوں جو گزشتہ چند مہینوں میں چھوڑ گئے ہیں۔ ان میں ضلع گریشک کے میر منداؤ اور حیدر آباد میں دشمن نے پندرہ مراکز خالی چھوڑ دیے۔ اسی طرح گریشک شوری کی کے بداوان کا مرکز اور آدم خان کا مرکز، ضلع سنگین میں گاؤں خانان میں پولیس چوکی، سنگین ساروان قلعہ کے فقیر گاؤں میں مرکز، لٹیا نو کا فوجی مرکز، بابا جی مکتب کا فوجی مرکز، سرکٹ کا فوجی مرکز، برنگ چوٹی پر فوجی مرکز اور دیگر چھوٹے مراکز دشمن خالی چھوڑ کر بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گئے۔

اس کے علاوہ دشمن مجموعی طور پر موسیٰ قلعہ کے چار ناو علی کے پانچ اور گرم سیر میں دس سے پندرہ تک مراکز خالی چھوڑ کر فرار ہوا۔ مارچ میں سیتانی کا اہم علاقہ جو دشمن نے دو سال پہلے بھاری نقصانات اٹھانے کے بعد کنٹرول کیا تھا اب مکمل طور پر دشمن کے کنٹرول سے نکل گیا۔

شریعت: دشمن تمام تر نقصانات اٹھانے کے باوجود افغانستان کے دیگر علاقوں کی طرح صوبہ ہلمند سے متعلق دعویٰ کر رہا ہے کہ وہ کامیابی حاصل کر رہا ہے۔ برطانیہ کے وزیر دفاع وٹیم ہیگ نے چند دن پہلے کہا کہ افغانستان کے جنوب میں طالبان کو پیچھے دھکیل دیا ہے اور انہوں نے پیش قدمی کی ہے اس حوالے سے آپ کیا کہیں گے؟

ملا مزمل: صوبہ ہلمند میں غیر ملکی فوجیوں کی صورتحال کیا ہے آپ کی اجازت سے ذرا تفصیل کے ساتھ بیان کرنا چاہوں گا۔ ہلمند میں

اس کے باوجود کہ اکثر علاقوں میں ان کے مراکز ہیں اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ وہ حالات پر کنٹرول بھی رکھتے ہیں یا ہلمند کو قابو کیا ہے بلکہ وہ جن علاقوں میں آئے ہیں یا فضائی راستے سے اترے ہیں وہاں پر اپنے ٹھکانے بنائے ہیں جن کی اکثریت گزشتہ چند برسوں سے مکمل مجاہدین کے محاصرے میں ہے۔ مجاہدین نے بہت سے ٹھکانوں کے ارد گرد بارودی سرنگیں بچھائی ہیں جس کی وجہ سے دشمن نہ باہر نکل سکتا ہے اور نہ ہی کوئی آپریشن کر سکتا ہے۔ اسی وجہ سے وہ تمام تر سامان اور رسد ہیلی کاپروں یا مال بردار جہازوں کے ذریعے سے پہنچانے کا انتظام کرتا ہے۔ اسی طرح فوجیوں کو بھی ان ہی راستوں سے ٹھکانوں پر پہنچایا جاتا ہے۔

ان کے ٹھکانوں کے ارد گرد بارودی سرنگیں بچھانے کے علاوہ مجاہدین نے ان کے تمام مراکز کے آس پاس دیواروں، بانگوں اور کھیتوں میں دشمن کی حرکت اور آمدورفت معلوم کرنے کے لیے مورچے گاڑ دیے ہیں۔ اگر وہ اپنے ٹھکانوں سے باہر نکلنا چاہتے ہیں یا اوپر برج میں سر اٹھاتے ہیں تو مجاہدین فوراً مشین گنوں سے فائر کھول دیتے ہیں اور ان کو نشانہ بناتے ہیں۔

مجاہدین کی اس حکمت عملی سے اب دشمن اپنے ٹھکانوں کے اندر بھی بے چین ہے اور سر نہیں اٹھا سکتا۔ گریشک حیدر آباد میں وزیروں کی چوٹی پر ان کا چیک پوسٹ جو امریکی فوجیوں کا مشہور مرکز ہے اس کے قریب میں خود مجاہدین کے مورچوں میں قیام کر چکا ہوں لیکن یقین کریں کہ دشمن کا ایک چوکیدار سپاہی بھی میں نے نہیں دیکھا بلکہ دس سینکڑ تک بھی سر اُپر نہیں اٹھا سکتا۔ کیونکہ اکثر و بیشتر ان کے ٹھکانوں کے قریب مجاہدین منظم انداز میں ان پر تابوتوز حملوں کے لیے الرٹ رہتے ہیں۔ جب بھی وہ باہر نکلے تو گولی مار کر ہلاک کر دیتے ہیں۔ اس حکمت عملی کی وجہ سے اب دشمن پر اتنا دباؤ ہے کہ وہ کسی سخت مرحلہ میں بھی اپنے ٹھکانے سے باہر نکلنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ گریشک کے حیدر آباد علاقہ میں امریکی فوجیوں نے راستہ میں پھانگ بنایا ہے۔ ایک مجاہد نے مجھے بتایا کہ میں نے اس پھانگ کے قریب

بہت انتظار کیا تاکہ ایک موٹر آجائے اور امریکی فوجی چیک پوسٹ سے راستہ کھولنے کیلئے نیچے آئے اور میں اس کو گولی مار دوں۔ بہت انتظار کیا مگر اس راستے پر موٹر کار نہیں آئی، پھر میں نے ایک دوست (جس کے پاس موٹر کار ہے) کو بتایا کہ اس راستے پر گاڑی میں آجائیں۔ وہ آیا اور چیک پوسٹ میں موجود امریکی فوجیوں کو آواز دی کہ زنجیر ہٹا کر راستہ کھولو یا تلاشی لے لینا تاکہ میں گزر جاؤں مگر امریکی فوجیوں نے سخت خوف کی وجہ سے چیک پوسٹ کے اندر سے اشارہ کیا کہ خود راستہ کھول کر گزر جاؤ۔

ہلمند میں مجاہدین دور تک نشانہ بنانے والی مشین گنوں کو استعمال کر رہے ہیں۔ اب مجاہدین نے بہت اچھی حکمت عملی اپنائی ہے اس کامیاب حکمت عملی نے دشمن کو اپنے ٹھکانوں تک محدود کر دیا ہے۔

اب ہلمند میں غیر ملکی فوجیں ہر وقت بہت سخت حالات سے دو چار رہتی ہیں۔ ہلمند کے سو میں سے نوے فیصد لوگ ان کے سامنے جان لیوا دشمن کا کردار ادا کر رہے ہیں۔ دیہاتوں کے بوڑھے، چھوٹے بچے سب حسب توفیق کوشش کر رہے ہیں کہ دشمن کو کسی طریقے سے ختم کر دیں۔ آپ نے سنا ہوگا کہ سنگین کے ساروان قلعہ میں بوڑھے شخص نے ایک امریکی فوجی کو پتھر مار کر ہلاک کر دیا۔ اسی طرح سنگین کے بازار میں جلات خان نامی شخص نے چھری سے دو امریکی اہلکاروں کو ہلاک کر دیا۔ اس کے علاوہ کئی مرتبہ عام شہریوں نے امریکی فوجیوں کو دستی بموں اور فائرنگ سے ہلاک کیا ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ اب لوگ ان کے ساتھ عادی ہو گئے ہیں اور کوئی خوف نہیں رہا، بلکہ جرات مندی سے مقابلہ کر رہے ہیں حتیٰ کہ بچے ان کا مذاق اڑاتے ہیں۔

کچھ عرصہ قبل جب قطر میں مذاکرات کا چرچا تھا تو گریٹک میرمند کے علاقہ سفید مسجد کے چیک پوسٹ میں موجود امریکی فوجیوں نے قریب دیہات کے لوگوں سے کہا تھا کہ آپ جا کر طالبان سے کہیں کہ قطر میں مذاکرات ہو رہے ہیں، اس کے علاوہ بھی ہم افغانستان سے نکل رہے ہیں۔ صرف یہاں پر اپنی مدت پورا کرنے کے لیے مقیم ہیں لہذا ہم سے نہ

لڑیں۔ ان کے اس عاجزانہ اپیل سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ وہ ہلمند میں کتنے دباؤ اور کس بری حالت میں ہیں۔

شریعت: کیا آپ مجاہدین کی جہادی سرگرمیوں اور حکمت عملی سے متعلق کچھ معلومات قارئین شریعت کو دینا پسند فرمائیں گے؟

ملا محمد داؤد مزل: مجاہدین الحمد للہ اب بہت بہتر حالت میں ہیں۔ جانی نقصانات نہ ہونے کے برابر ہیں، احتیاطی تدابیر اور عوام کے تعاون سے دشمن کے چھاپے جو ہمارے نقصانات کا سبب بن رہے تھے بالکل ناکام ہو گئے ہیں اور دشمن مایوس ہو چکے ہیں۔ مجاہدین کی حکمت عملی سے متعلق کہنا چاہوں گا کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں فرمایا (والذین جاهدوا فإسنا لنهدينهم سبلنا) یقین کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کو دشمن کی ٹیکنالوجی کے مقابلے میں ایک موثر علاج بتایا ہے۔ میں یہاں پر بطور مثال عرض کروں گا کہ جس طرح دشمن کو زیادہ تر جانی نقصانات بارودی سرنگوں سے پہنچ رہے ہیں تو دشمن نے بارودی سرنگوں سے بچنے کے لیے اپنے ٹینکوں کے آگے ٹائر لگانا شروع کر دیے تاکہ دھماکہ ٹینک کے بجائے ٹائر پر ہو جائے۔ پھر مجاہدین نے یہ طریقہ ایجاد کیا کہ بم کو پیچھے بچھا دیتے اور بم کو پھاڑنے والا تختہ آگے زمین میں چھپا دیتے تھے تو جب ٹائر تختہ پر سے گزرتا تو بم ٹینک کے نیچے پھٹ جاتا۔ پھر دشمن نے بم اور پھٹنے والے تختہ کے درمیان لائنوں کو کاٹ کر ناکارہ بنا دینا شروع کیا تو مجاہدین نے اس کے لیے کوئی دوسرا طریقہ ایجاد کیا، وہ یہ کہ انہوں نے ٹائر چ والے بٹن کو تختہ پر لگایا جو پہلی دفعہ میں نہیں لگتا بلکہ دوسری یا تیسری مرتبہ کرنٹ لگ کر بم پھٹ جاتا ہے۔ اب چونکہ امریکی فوجیوں کے ٹینک اس پر گزر جاتے ہیں تو پہلے ٹینک پر بم نہیں پھٹتا کیونکہ پہلی مرتبہ یہ بٹن کام نہیں کرتا دوسرے یا تیسرے ٹینک کے گزرتے ہی تختہ پر لگا بٹن کرنٹ لگنے سے پھٹ جاتا ہے یہ طریقہ بہت کامیاب رہا اور کوئی بھی امریکی ٹینک بچ نہیں سکتا۔

مجاہدین کی کامیاب حکمت عملی اور منصوبہ بندی سے متعلق مزید یہ عرض کروں گا کہ پیدل گشت کرنے والے امریکی فوجیوں کے لیے جو

زرہ پوش ہوتے ہیں چمک کی گولی بہت موثر ہے کیونکہ ان کے جوڑ ہیں یا ٹینک ہم نے پکڑے ہیں ان پر دور سے عام گولی خاص اثر نہیں کرتی مگر چمکنے والی گولیاں ان کے ٹینک کے شیشوں، زروں اور خولوں سے با آسانی نکل جاتی ہیں۔ یہ گولیاں جو کلاشکوف اور دوسرے چھوٹے اسلحے کے لیے استعمال ہوتی ہیں ایک خاص قسم کی گولی ہے جو عام گولیوں سے الگ ہے۔ میری دیگر مجاہدین کو بھی نصیحت ہے کہ اس طرح کی گولی ضرور ڈھونڈ کر اس کے استعمال کرنے پر خاص توجہ دیں کیونکہ یہ امریکی فوجیوں کو آسانی سے ہلاک کر دیتی ہے۔

شریعت: صوبہ ہلمند میں امریکا نے قومی ملیشیا سے خدمت لینے کی بہت کوشش کی اور خطیر رقم خرچ کی۔ کیا امریکہ کی یہ کوشش بار آور ثابت ہوئی؟

ملا محمد داؤد مزمل: جی ہاں! ہلمند میں امریکا نے مارچ لڑائی کے بعد قومی ملیشیا کی طرف خاصی توجہ دی اور اس کے لیے بہت زیادہ تشہیر کی، لیکن الحمد للہ ان کی یہ کوشش بھی بری طرح ناکام ہوئی۔ اس نے مارچ، ہزار جفت اور ضلع سنگین کے ساروان قلعہ میں بہت محدود پرانے جنگی جرائم میں ملوث افراد کو مسلح کر دیا اور قومی ملیشیا کے نام پر چیک پوسٹوں پر تعینات کیا مگر ان میں اکثریت واپس بھاگ گئی اور جو رہ گئے وہ مجاہدین کو فوج بھیج رہے ہیں کہ مجاہدین ان کی تحفظ کی ضمانت دیں۔ چند دن پہلے بھی انہوں نے سنگین کے ساروان قلعہ میں مجاہدین کے پاس علاقے کے عمائدین بھیجے تھے کہ ہم سے غلطی ہوئی ہے اب ہم ہمیشہ کے لیے اس نوکری کو چھوڑ رہے ہیں۔

شریعت: ہلمند سے کبھی کبھی دشمن کی جانب سے عام شہریوں کے قتل اور بمباری کرنے کی رپورٹیں بھی موصول ہوتی رہتی ہیں اس حوالے سے کچھ معلومات دیں۔

ملا محمد داؤد مزمل: جی ہاں! یہ سچ ہے کہ ہلمند میں امریکا نے بہت مظالم ڈھائے ہیں اور ابھی بھی اندھی جنگ اور بمباری میں بہت سے لوگ نقصانات سے دوچار ہوئے ہیں۔ امریکا کی ظالمانہ بمباری کے حوالے

سے بتانا چاہتا ہوں کہ رواں سال کے دوران گریٹنگ کے سرچرچ علاقہ میں انہوں نے ہیلی کاپٹروں سے فوجیوں کو اتارا اور مجاہدین نے ان سے لڑائی شروع کر دی۔ اس جنگ میں امریکی جہازوں نے مجاہدین کے مطابق 380 بڑے بموں سے حملہ کیا اور سینکڑوں مرتبہ جنگی جہازوں نے چھوٹی گولیوں سے فائرنگ کی۔ اس جنگ میں سرچرچ گاؤں کے 150 گھر تباہ ہو گئے مگر یہ اللہ کا کرم تھا کہ مقامی لوگ گھروں سے نکلے تھے ورنہ بڑے پیمانے پر ہلاکتیں ہو سکتی تھیں۔ ان کے گھر مکمل طور پر تباہ ہو گئے مگر اس بمباری سے متعلق کسی ریڈیو یا ذرائع ابلاغ پر کوئی ذکر تک نہیں ہوا۔ ہلمند میں امریکا نے اس طرح کے بہت مظالم ڈھائے ہیں۔

شریعت: محترم ملا محمد داؤد مزمل صاحب! آپ نے اپنے قیمتی وقت کے کچھ لحاظ ہمیں دیئے اس کے لئے ہم آپ کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ ملا محمد داؤد مزمل: میں بھی آپ کا بے حد مشکور ہوں کہ آپ عوام اور بے خبر لوگوں تک ہماری آواز پہنچا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا سب سے بہترین بدلہ عطا فرمائے۔



عن حذیفہ، رفعہ، فضل العلم خیر
من فضل العبادہ و خیر دینکم
الورع۔ [الاوسط و البزار]

حضرت حذیفہؓ سے حدیث مرفوع میں
ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا علم میں
زیادتی عبادت کی زیادتی سے بہتر ہے اور سب

زنگ آباد میں امریکی وحشی پن کا رد عمل

اور صرف سولہ بتاتے ہیں، لیکن عینی شاہدین کے مطابق شہداء کے جنازوں کی تعداد اس سے کئی زیادہ ہے۔ ہر شہید کا وراثت قاتلوں سے اپنے شہداء کے بدلے کا حق رکھتا ہے۔

(3)۔ قابض امریکی اس جرم کو چھپانے اور اسے بھلا دینے کی غرض سے ایک بار پھر زبانی معذرت پر اپنے آپ کو بری کر رہے ہیں اور اصل ورثاء سے معذرت کرنے کے بجائے اپنے کٹھ پتلی کرزئی سے معذرت کر رہے ہیں۔ اس طرح کی معذرت بذات خود ایک بہت بڑا جرم ہے اور افغان عوام کی جانب سے کسی بھی صورت میں یہ معذرت قابل قبول نہیں کی جائے گی۔

(4)۔ کرزئی اور اس کے کٹھ پتلی ادارے کے بے ضمیر ارکان اور صوبائی زرخیز غلام امریکیوں کے حامیوں کے طور پر ایک جانب اس واقعے پر مگر چھ کے آنسو بہا رہے ہیں، تو دوسری جانب اپنے وحشی آقاؤں کے اس ناقابل معافی جرم کو ایک عام واقعہ کے طور پر پیش کر رہے ہیں۔

قد ہار اور پورے ملک کے غیور عوام کو مظاہرے کرنے کی بھی اجازت نہیں دی جا رہی ہے اور ان کا یہ اقدام جہاں ایک طرف ان کی منافقت کو ظاہر کرتا ہے وہیں دوسری طرف یہ شہید ہونے والے افراد کے اہل خانہ کے زخموں پر نمک پاشی بھی ہے۔

(5)۔ امارت اسلامیہ افغان عوام کے جائز حقوق کی محافظ کے طور پر ایک بار پھر امریکی وحشیوں کو خبردار کرتی ہے کہ اس کے مجاہدین اپنے مظلوم عوام کے انتقام لینے کے سوا کسی اور چیز پر اکتفا نہیں کریں گے اور اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت سے ملک کے کونے کونے میں تمہارے قاتل فوجیوں سے ہر افغان کے خون کا بدلہ تمہارے فوجیوں کو قتل کرنے کی صورت میں لیا جائے گا اور اس راہ میں..... بقیہ صفحہ ۴ پر ملاحظہ فرمائیں۔

گزشتہ دنوں امریکی قابضین نے ضلع پنجواں کے علاقے زنگ آباد میں جس وحشیانہ جرم کا ارتکاب کیا دنیا بھر میں انسانی ضمیر رکھنے والے افراد کی جانب سے اسے ایک فاشٹ عمل کے طور پر دیکھا گیا اور اس وحشی جرم کے مرتکبین کو انسانی اقدار اور انسانی حقوق کی پامالی کرنے والے قرار دیا گیا۔ لیکن اس جرم کے بارے میں وحشی امریکیوں کا موقف پوری دنیا سے ہٹ کر تھا۔ انہوں نے اس بار بھی اپنے اس عمداً فعل کو اتفاقی عمل قرار دیا اور اس واقعہ کو بھی اعصابی بیماری کے شکار فوجی سے منسوب کر دیا۔

امارت اسلامیہ نے اس واقعے کے ابتدائی لمحات میں بھی اس جرم کے بارے میں اعلامیہ جاری کیا اور اب ایک بار پھر اس واقعے کے بارے میں امریکیوں کے نامعقول بہانوں اور بیانات کے بارے میں مندرجہ ذیل وضاحتی نکات جاری کرتی ہے۔

(1)۔ قابض امریکیوں نے اس واضح جرم کی قانونی مسئولیت کی حیثیت سے نہ بچنے کی غرض سے اس جرم کے مرتکب کو ایک پاگل شخص قرار دیا ہے اور اس کے اس عمل کو اس کا ذاتی فعل اور غیر ارادی اقدام قرار دیا۔ لیکن واقعے کے عینی شاہدین کے بیانات اور موقع واردات کے حجم سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ کام ایک پاگل شخص کا غیر ارادی عمل نہیں تھا، بلکہ ایک مکمل عسکری کمان کی منصوبہ بندی کے تحت قصداً ترتیب دیا گیا۔ اس کام کو سرانجام دینے میں بڑی تعداد میں امریکی فوجیوں کو ان کی فضائی قوت کی مدد بھی حاصل تھی۔ لہذا انسانی حقوق کے عالمی اداروں اور عالمی عدالت کی جانب سے ان سب کو جنگی مجرموں کے طور پر پکڑا جانا چاہیے اور پھر قصاص کے طور پر ان کو شہداء کے اہل خانہ کے سپرد کر دینا چاہیے۔

(2)۔ قابض امریکی اس واقعے میں شہید ہونے والوں کی تعداد صرف

پر عزم اور صاحب بصیرت شہید اختر محمد عثمانی

عبدالرؤف حکمت

اسلامی تحریک طالبان میں شمولیت

شہید عثمانی ایک ایسے وقت میں تعلیم مکمل کر کے فارغ ہوئے جب قندھار میں پھیلی افراطی کو مٹانے کے لیے اسلامی تحریک طالبان کا قیام عمل میں لایا جا چکا تھا۔

عین اس وقت جب شہید اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد اپنے گھر یعنی صوبہ ہلمند کی طرف جا رہے تھے تو راستے میں انہوں نے تحریک طالبان کی شکل میں اُمید کی ایک نئی کرن دیکھی۔ یہ وہ وقت تھا جب تحریک طالبان اپنے ابتدائی دنوں میں ویش اور پین بولدک جیسے سرحدی علاقوں پر قبضہ کر چکی تھی۔

جناب عثمانی صاحب نے اپنے دینی فریضے کا پاس رکھتے ہوئے اس نو آموز اسلامی تحریک جسے لوگ طالبان کے نام سے جانتے تھے، کا ساتھ دینے کا فیصلہ کیا۔ اور ان کا یہ ساتھ شہادت کے حصول تک قائم رہا۔

شہید عثمانی کا تحریک طالبان میں عسکری اور انتظامی کردار شہید عثمانی امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد حفظہ اللہ کے نہایت قریبی ساتھی تھے اور امارت اسلامیہ کے حکومتی کاموں میں انہوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ دوران حکومت اور اس کے بعد امریکیوں کے خلاف جہاد میں شہید عثمانی کا کردار نمایاں رہا اور ان کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔

ان کا پہلا سرکاری عہدہ قندھار شہر کے نائب چیف پولیس کی حیثیت سے تھا جس کے فوراً بعد ان کو اس اہم شہر کا چیف پولیس مقرر کر دیا گیا۔ بعد میں وہ قندھار فوج کے کور کمانڈر بنے اور چار سال یعنی امریکی جارحیت تک اسی عہدے پر فائز رہے۔

اس تمام جدوجہد کے دوران شہید عثمانی کا کردار بہت نمایاں رہا۔

امارت اسلامیہ افغانستان کے اعلیٰ جہادی کمانڈر شہید مولوی اختر محمد عثمانی رحمہ اللہ کی سیرت زندگی اور ان کی جہادی سرگرمیوں کا مختصر جائزہ۔

ولادت:

شہید مولوی اختر محمد عثمانی (رحمہ اللہ) 1965ء کو افغانستان کے صوبہ ہلمند میں واقع جوشالی میں مولوی نور محمد کے ہاں پیدا ہوئے۔ مولوی نور محمد علاقے کی مشہور شخصیت اور محترم عالم دین تھے۔

ابتدائی تعلیم

شہید مولوی عثمانی نے ابتدائی تعلیم اپنے محترم والد سے اور گاؤں کے مدرسے میں حاصل کی۔ بعد ازاں پیشتر پڑھائی کی خواہش دل میں لیے سنگین علاقے کے مشہور و معروف مرکزی مدرسے کا رخ کیا۔ اسی دوران افغانستان پر روسی افواج نے چڑھائی کر دی اور نوجوان اختر محمد دیگر افغان نوجوانوں کی طرح جنگ میں مصروف ہو گئے۔ دریں اثناء انہوں نے مدرسے کی بھاگ ڈور بھی سنبھال لی اور کئی سالوں تک خدمتِ دین میں مصروف رہے۔

اعلیٰ دینی تعلیم

افغانستان سے روسی فوجوں کے نکلنے کے بعد شہید عثمانی مزید دینی تعلیم کے لیے ہمسایہ ملک پاکستان تشریف لے گئے جہاں انہوں نے چند بڑے اور مشہور مدارس میں تعلیم حاصل کی۔ اسی طرح شہید موصوف نے سال 1415 کو دارالعلوم حقانیہ سے دورہ حدیث مکمل کر کے فراغت حاصل کی۔

جب طالبان برہان الدین ربانی کی حکومت کا تختہ الٹنے کے لیے کابل پر چڑھائی کر رہے تھے تو شہید عثمانی پہلی صف یعنی چار آسیاب کی فرنٹ لائن میں موجود تھے۔ اسی طرح جب ہرات سے اسماعیل خان نے ہلمند پر حملہ کیا تو شہید عثمانی نے قندھار سے نکل کر اپنے سینکڑوں دوستوں کے ساتھ مل کر ایک دفاعی صف تشکیل دے کر ان کی پیش قدمی کو روکا۔ اسی طرح اسماعیل خان کی شکست کے لیے جس قافلے نے قندھار سے ہرات کا رخ کیا اس میں بھی شہید عثمانی شریک تھے۔

ملک کے شمالی محاذ پر بھی ان کا کردار نمایاں رہا۔ کئی مہینوں تک انہوں نے صوبہ بلخ کے انتظامی امور کی نگرانی کی اور پھر درہ صوف اور سنگچارک کے محاذوں میں بھی انہوں نے دشمن قوتوں سے نبرد آزمائی کی۔ مزار میں چند ایرانی ایٹمی شندوں کے قتل کے بعد جب ایرانی حکومت نے افغانستان کی سرحد پر ”ذوالفقار“ نامی جنگی مشن کا آغاز کیا تو اس وقت ملکی سالمیت، دفاع اور اسلامی امارت کی حرمت کا پاس رکھنے کے لیے شہید عثمانی کئی سو مجاہدین کی رہنمائی کرتے ہوئے ایران کی سرحد پر پہنچ گئے۔

افغانستان پر امریکی جارحیت سے دو سال قبل، عالی قدر امیر المؤمنین کی طرف سے بھیجے گئے ایک وفد کی سرپرستی میں شہید عثمانی شمالی افغانستان کے دورے پر گئے۔ اس ایک ماہ میں شہید عثمانی نے تمام شمالی صوبوں کا دورہ کیا، مختلف قبائلی اور دیگر شخصیات سے ملاقاتیں کیں اور اس طرح انہوں نے عوام میں دینی اور فکری شعور کو بیدار کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ ان کے ایک ساتھی جو اس سفر میں ان کے ہمراہ تھے کا کہنا ہے کہ جناب عثمانی نے شمال کے سارے علاقوں کا گاؤں کی حد تک دورہ کیا اور وہاں جا کر اسلامی امارت کے منشور اور اہداف و مقاصد پر عمدہ طریقے سے روشنی ڈالی۔ اسی طرح انہوں نے دھیان کے ساتھ لوگوں کی شکایات اور خواہشات کو سنا اور ان کی مشکلات کا جائزہ لیا۔

امریکی جارحیت کے خلاف شہید عثمانی کا عسکری کردار:

امریکی جارحیت کے بعد شہید اختر محمد عثمانی نے اپنی ذمہ داریاں

متانت اور صداقت کے ساتھ نبھائیں۔ امریکی حملے کے بعد موصوف کا کام مجاہدین کو دوبارہ یکجا اور متحد کرنا تھا اس راستے میں انہیں بے شمار مصائب اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑا لیکن وہ ہمت نہ ہارے اور اپنے مشن کی تکمیل کے لیے جدوجہد کرتے رہے۔

امریکیوں کے خلاف جہاد کو از سر نو منظم کرنے کے لیے امیر المؤمنین کے حکم پر جس مجلس شوریٰ کو تشکیل دیا گیا اس میں شہید عثمانی بھی شامل تھے اور عین اسی وقت شہید عثمانی صوبہ ہلمند میں مجاہدین کے بالعموم کاموں کے نگران بھی تھے۔ وہ اس دوران اپنی ذمہ داریوں کو نہایت خلوص اور محنت کے ساتھ انجام دیتے رہے یہاں تک کہ 28 ذوالقعدہ 1427 ہجری مطابق 18/12/2006ء کو ہلمند کے علاقے براچہ میں دشمن کے ایک جاسوسی طیارے کے حملے میں شہادت پا گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

شہید عثمانی کی علمی اور جہادی شخصیت

شہید عثمانی کو اللہ تعالیٰ نے نیک صورت اور سیرت سے نوازا تھا۔ ان میں بہت خوبیاں تھیں اور ان کا اخلاق نہایت اعلیٰ تھا۔ شہید عثمانی شکل و صورت میں درمیانہ قد اور معتدل جسامت کے مالک تھے۔ ان کا تعلق ایک علمی اور دینی خاندان سے تھا، اسی بنا پر تقویٰ اور دیانت داری ان کی ذات کا حصہ تھی۔ ان کا دینی تعلیم سے اتنا لگاؤ تھا کہ جب وہ قندھار میں کورکمانڈر کی حیثیت سے کئی ذمہ داریاں نبھارہے تھے تو اس وقت بھی وہ شہر کی جامع مسجد میں کتابیں پڑھتے اور طلباء کے دروس میں شرکت کرتے تھے۔ عثمانی کے چھوٹے بھائی جنہوں نے مختلف ادوار میں ان کا ساتھ دیا کہتے ہیں کہ موصوف نہ صرف ذاتی بلکہ حکومتی معاملات میں بھی نہایت احتیاط سے کام لیتے تھے اور تقویٰ کا دامن کبھی ہاتھ سے نہ چھوڑتے۔ وہ کہتے ہیں کہ موصوف شہید نے کبھی ضرورت سے زیادہ خرچ نہیں کیا۔

اسی طرح ان کے بھائی کا کہنا ہے کہ شہید عثمانی نے اپنی حیات میں کبھی اچھی گاڑی، کھانے پینے یا عیش و عشرت کی طلب نہیں کی اور دیگر لوگوں سے بھی ان کی یہی خواہش تھی کہ وہ اس طرح کے کاموں سے پرہیز کریں۔

جیسا کہ سطور بالا میں ذکر ہوا شہید عثمانی امریکی فورسز کے آپریشن کے نتیجے میں شہید ہوئے۔ اس وقت وہ طالبان قیادت کی طرف سے ہمد صوبے میں تشکیل نو کے سربراہ مقرر تھے اور اس راہ میں بہت ساری مشکلات کا سامنا کرتے ہوئے اپنی انتھک محنت اور ایمان راسخ سے شہید موصوف نے ہمد کو مجاہدین کا نیا گڑھ بنادیا۔ اسی طرح جنگی معاملات کے ساتھ ساتھ شہید عثمانی دیگر امور میں بھی اپنا بھرپور کردار نبھاتے رہے۔

شہید عثمانی کے بانفوذ شخصیت ہونے کا اعتراف سبھی کرتے ہیں۔ ان کی سیاسی اور جہادی حکمت عملی کا اسلامی جہاد میں بہت بڑا کردار رہا۔ انہوں نے بالآخر اپنے اللہ کے راستے پر چلتے ہوئے ذی قعدہ 1427 کی 28 ویں تاریخ مطابق 18/12/2006 کو ہمد کے براچہ علاقے میں امریکی ڈرون طیارے سے فائر کیے گئے ایک راکٹ حملے میں شہادت پائی۔ انہیں دیگر کئی گنا شہداء کے ساتھ ایک علاقائی قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔ شہید عثمانی کے یادگار تین بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں۔ اللہ سے دعا ہے کہ ان کی اولاد کو ان کے نقش قدم پر چل کر اللہ کے دین اور اس کی مخلوق کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

☆ اللہ کی راہ میں ایک صبح یا ایک شام دنیا اور دنیا میں جو کچھ ہے سے بہتر ہے۔
☆ جنت تلواروں کے سائے تلے ہے۔
☆ جو صرف اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے جہاد کرے وہ اللہ کے راستے میں ہے۔
☆ جس نے مجاہد کو سامان جنگ فراہم کیا گویا کہ اس نے جہاد کیا۔

☆.....☆.....☆

شہید عثمانی سخت عزائم اور بصیرت کے مالک تھے۔ وہ ہمیشہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ پر توکل کیا کرتے تھے۔ جب امریکی بمباری کے نتیجے میں اسلامی امارت کی حکومت گری اور طالبان کو کوئی بھی پناہ نہیں دے رہا تھا تو اس وقت حالات بہت دشوار تھے۔ شہید عثمانی اس دوران مجاہدین کی تنظیم نو میں مصروف تھے۔ امریکیوں نے ایک سابق کمانڈر عبدالواحد باغران کے ہاتھوں ان کو پیغام بھجوایا کہ آپ اسلحہ ڈال کر ہمارے ساتھ مل جائیں اور آرام کی زندگی گزاریں ورنہ آپ کو سخت انجام سے دوچار ہونا پڑے گا۔ اس کے جواب میں امریکیوں کو شہید موصوف کی طرف سے ایمان سے لبریز جواب ملا۔ شہید نے انہیں پیغام بھیجا کہ:

”جہاد میرا ایمانی اور دینی فریضہ ہے۔ اب جب حالات سخت ہیں اس کا یہ مطلب نہیں کہ میں اپنے ایمان سے پھر جاؤں۔ تم لوگ جو کرنا چاہتے ہو کر لو اور مجھے میرے اللہ کے حوالے چھوڑ دو۔“

شہید عثمانی کے قریبی ساتھیوں کا کہنا ہے کہ انہوں نے مجاہدین کی فتح و نصرت کے لیے بہت سی صعوبتیں جھیلیں۔ ان کا کہنا ہے کہ جہاد کو مضبوط کرنے کے سلسلے میں انہیں مختلف جگہوں کا سفر کرنا پڑتا جس دوران انہیں طرح طرح کی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا لیکن وہ نہایت اخلاص اور اطمینان سے وہ سب سہہ لیتے اور ہمت نہیں ہارتے تھے۔

شہید اختر عثمانی امارت اسلامی کے مالی معاملات کے سربراہ بھی رہے جہاں انہوں نے نہایت خلوص اور امانت داری کے ساتھ اپنے فرائض نبھائے۔

شہید عثمانی نہایت اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے۔ جو کوئی بھی ان سے ملتا ان کو یوں لگتا جیسے وہ موصوف کو کافی عرصے سے جانتا اور پہچانتا ہو۔ وہ سب ہی سے خندہ پیشانی سے ملتے اور حسن اخلاق کا مظاہرہ کرتے تھے۔ ان کی ایک اور نمایاں خوبی فراخ دلی تھی۔ وہ سب کے ساتھ اعتماد کی فضا میں کام کرتے اور بے جاشک و تردید سے گریز کرتے تھے۔

شہادت:

قندھار میں

امارت اسلامیہ کا اعلامیہ

امریکی درندوں کی وحشتناک عمل کے خلاف

امارت اسلامیہ افغانستان اس وحشت ناک واقعے کا شکار بننے والے افراد سے اپنی اسلامی اور انسانی ہمدردی کا اظہار کرتی ہے اور ان کے ورثاء کو تسلی دیتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت سے غاصب درندہ صفت قاتلوں سے آپ کے ہر شہید ہونے والے پیارے کے قتل کا انتقام لے کر انہیں وحشت ناک عمل کی سزا دی جائے گی۔

امارت اسلامیہ افغانستان ایک بار پھر عالمی حقوق کے اداروں اور انسانی حقوق کی تنظیموں سے مطالبہ کرتی ہے کہ اپنی انسانی ضمیر کی رو سے وحشی امریکیوں کی ان ناقابل معافی جرائم کے سد باب میں افغانوں سے تعاون کریں اور انہیں انصاف کے کٹہرے میں لانے کے لیے اپنی انسانی ذمہ داری کو ادا کریں۔

والسلام

امارت اسلامیہ افغانستان

☆.....☆.....☆

عن عوف بن مالک قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لن يجمع الله على هذه الامة سيفين سيفاً منهم وسيفاً من عدوهم.

عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ اس امت پر کبھی بھی دو تلواروں کو جمع نہیں کرے گا ایک ان کی اپنی تلوار اور ایک ان کی دشمن کی۔ [رواہ ابوداؤد]

امریکی وحشی درندوں نے حسب روایت ایک بار پھر وحشت و سربریت کا مظاہرہ کرتے ہوئے صوبہ قندھار کے ضلع پنجوائی کے زنگ آباد کے علاقے میں ناقابل معافی دہشت گردی کا ارتکاب کیا ہے اور مقامی لوگوں پر اندھا دھند فائرنگ کی ہے جس کے نتیجے میں ان کے بقول بیس سے زائد سویلین شہید ہوئے ہیں جبکہ حقیقت میں ان شہداء کی تعداد اس سے کئی زیادہ ہے جو امریکی بتا رہے ہیں۔

ان مظلوم شہداء کی اکثریت معصوم بچوں، خواتین اور عمر رسیدہ افراد پر مشتمل تھی جو امریکی درندوں کے بے رحمانہ و سفاکانہ عمل سے خون میں لت پت ہو کر زندگی سے محروم ہوئے۔

یعنی شاہدین کے مطابق وحشی امریکی درندوں نے زنگ آباد کے علاقے میں تین ایسے مکانوں پر وحشت ناک حملہ کیا جہاں سے فوجی و سیکورٹی لحاظ کوئی مسئلہ درپیش تھا اور نہ ہی ان شہداء سے غاصبوں کی جان کو خطرہ تھا۔

امریکی درندے اس سفاکانہ عمل کو انجام دینے والے کو ذہنی و نفسیاتی بیمار قرار دے کر اس گھناؤنے جرم کے مرتکبین مجرموں کے لیے راہ ہموار کر رہے ہیں۔ اگر اس مجرمانہ واقعہ کے عالمین پاگل اور نفسیاتی امراض میں مبتلا ہیں تو یہ فوجی لحاظ سے ایک اور اخلاقی جرم ہے کہ جارج امریکی افغانستان میں پاگلوں اور ذہنی مریضوں کو مسلح کر کے مظلوم افغانوں کے خلاف استعمال کر رہا ہے۔

کیا دنیا میں فوجی معیارات کی رو سے یہ جائز ہے کہ پاگلوں کو فوجی تشکیلات میں بھرتی کر کے انہیں مسلح کر کر امن و امان قائم کرنے کی ذمہ داری سونپ دی جائے؟

پمپرز والے امریکی فوجی

حنیف حماد

رفع حاجت ہو جاتی ہے۔ لہذا ہمارے خیال میں امریکی اور نیٹو فوجیوں کے لئے اپنی وردیاں بچانے کیلئے یہی بہتر ہے کہ وہ پیپرز استعمال کریں۔ چنانچہ ہمیں مزید امریکیوں اور ان کے پیپرز کے درمیان حائل نہیں ہونا چاہئے۔

پاکستان کے ایک معروف کالم نگار اور مشہور جریدے ”دی نیوز“ کے ایڈیٹر انصار عباسی نے اپنے ایک مزاحیہ کالم ”پیپرز والی (فوج)“ میں اس بارے میں چند دلچسپ حقائق بیان کیے ہیں۔ وہ لکھتا ہے کہ جب ایساف کے نمائندے سے اس معاملے کے بارے میں رابطہ کیا گیا تو اس کا کہنا تھا کہ اس کی معلومات کے مطابق کبھی کسی نیٹو یا امریکی فوجی نے افغانستان میں طالبان کے خلاف لڑتے ہوئے پیپرز استعمال نہیں کیا۔ انصار عباسی مزید لکھتا ہے کہ امریکی سفارت خانے کے نمائندے مارک سٹرانے ایک SMS کے ذریعے اس حقیقت کی تردید کی ہے اور کہا ہے کہ اس سلسلے میں ایساف کے ڈپٹی سے بھی تصدیق کی جاسکتی ہے۔ جبکہ معاملے کی نزاکت کے باوجود ”امریکی اور نیٹو فوجیوں کو درپیش پیپرز کے بحران اور اس کے سنگین نتائج کو نظر انداز کرتے ہوئے“ پاکستان نے نیٹو افواج کی سپلائی فوراً بحال کرنے سے انکار کر دیا ہے۔

تاہم کہا جاتا ہے کہ پاکستانی حکومت سے درخواست کی گئی ہے کہ نیٹو کمیٹیز سے پیپرز کی ایک بڑی تعداد نکلوں اور افغانستان میں امریکی فورسز کو روانہ کریں یہ انسانی ہمدردی کا تقاضا بھی ہے اور اس معاملے میں پاکستان کی شمولیت کے الزام کو بھی دھو دے گی۔ اگر پاکستان نے جلدی یہ سپلائی بحال کر کے امریکیوں کی ضروریات پوری نہ کیں تو افغانستان میں صورتحال بہت گھمبیر ہو جائے گی اور آئینوالا بہار کا موسم شاید اس سے بھی زیادہ متعفن اور بدبودار ہو

گذشتہ چند ہفتوں سے انٹرنیٹ کی ویب سائٹس، بلاگز اور دیگر ذرائع ابلاغ میں ”پیپرز کی قلت“ اور ”امریکی، نیٹو فورسز پیپرز“ کے عنوان سے بہت سی خبریں گردش کر رہی ہیں۔ کچھ دن پہلے اسی قسم کی ایک بہت دلچسپ اور مزاحیہ رپورٹ جس کا عنوان ”پیپرز میں ملیوں فوجی“ تھا میری نظر سے گزری۔ میں نے چاہا کہ اس مضمون پر اپنے محسوسات اور تاثرات اپنے قارئین سے بھی شیئر کروں۔

اخباری ذرائع کے مطابق پچھلے دنوں امریکی حکام نے غیر سرکاری طور پر اچھائی راز داری سے پاکستان سے درخواست کی ہے کہ جلد از جلد امریکیوں کو ٹشوز اور پیپرز کی سپلائی بحال کریں۔

ایک سفارتی ذرائع اور پریس ریلیز کے مطابق زبردست حفاظتی انتظامات اور جدید ترین اسلحے سے لیس ہونے کے باوجود طالبان مجاہدین کے خوف کی وجہ سے امریکی، نیٹو فوجی جنگ کے دوران گاڑی سے اتر کر رفع حاجت کرنے سے عاجز ہیں۔ اس لئے ان کے پاس اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں کہ پیپرز باندھ کر رکھیں اور طالبان سے لڑائی کے دوران ہسولت فراغت حاصل کر سکیں۔

آسان الفاظ میں پیپرز کی قلت کی صورت میں امریکی، نیٹو فورسز کے لئے طالبان سے لڑائی کی صورتحال بہت ہزیمت والی اور شرمناک ہے! کوئی تصور کر سکتا ہے؟ کہ دوران لڑائی ان کی پتلونوں میں ان کا پیشاب خطا ہو جائے!!!

آپ کو ایک اور راز کی بات بتاتے چلیں کہ چند اخباری رپورٹوں میں اس بات کا انکشاف ہوا ہے کہ اکثر مجاہدین سے لڑائی کے دوران یا طالبان کے حملے کے خوف سے بے اختیار امریکی، نیٹو فوجیوں کی پتلونوں میں ہی

مجاہدین اور ان کی قوم کی جہاد کی برکت سے خطے پر حملہ آور اور غاصب قوت کو شکست فاش ہو جائے گی اور اس طرح نہ صرف افغانستان بلکہ پورے ایشیا اور خلیج کو آزادی مل جائے گی۔

اب امریکا دس سال پہلے والا امریکا نہیں رہا۔ اب وہ اقتصادی قوت اور سپر پاور ہونے کی حیثیت سے نہیں بلکہ غربت، معاشی بحران، شکست خوردگی، تھکی فوج اور رسوا کن سیاست کے حوالے سے پہچانا جاتا ہے۔

جب یہ آرزو افغان قوم کی دس سالہ قربانی کی برکت اور اللہ تعالیٰ کی رحمت و نصرت سے پوری ہوئی ہے تو ایک مرتبہ پھر بایگ دھل کہا جاسکتا ہے کہ:

ایشیا پانی اور مٹی کا ایک پیکر ہے اور اس پیکر کا دل ملت افغان ہے۔
افغانستان کی خوشحالی پوری ایشیا کی خوشحالی ہے اور اس کی بربادی پوری ایشیا کی بربادی ہے۔ جب تک دل آزاد رہے گا تو پورا جسم بھی آزاد ہوگا۔ ورنہ اس کے بغیر جسم ہوا میں اڑتے ہوئے تینکے کی مانند ہے۔

عن انس ان النبی صلی
اللہ علیہ وسلم قال
جاهدوالمشرکین باموالکم
وانفسکم والسنتکم [متفق علیہ]
سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے
روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ مشرکین سے جہاد
کرو اپنے جان و مال سے اور اپنی
زبان سے۔

جائے گا جتنا پہلے امریکیوں کے فاسفورس اور یورینیم بم پھینکنے سے ہوا تھا۔ سچی بات یہ ہے کہ حالیہ افغان جنگ کے اس واقعے نے بین الاقوامی جنگی تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ کیا ہے۔ جیسا کہ پرانے دور کی تلوار، ڈھال اور نیزہ وغیرہ جدید دور میں بندوق، ٹینک، جہاز اور ڈرون وغیرہ سے تبدیل ہو گئے ہیں لیکن جب ہم کہتے ہیں کہ ”فوجی ٹیپی میں ملبوس امریکی فوجی!“ تو یہ دنیا کی جنگی تاریخ میں ایک بالکل نئی اور چھوٹی اصطلاح ہے اور اس کا ہم پر یقیناً ایک انتہائی جدید اور موثر ہتھیار ہے، کیا خیال ہے آپ کا؟

کیسی عجیب بات ہے کہ یہ دنیا کے ترقی یافتہ اور جدید ترین ٹیکنالوجی کے حامل ملک کی صورتحال ہے۔ اس سے مجھے ایک مشہور عربی کہادت یاد آئی ہے کہ ”السيف بالساعد لا الساعد بالسيف“ یعنی ہاتھ تلوار کو استعمال کرتا ہے نہ کہ تلوار ہاتھ کو! کہ تلوار کے پیچھے اصل طاقت وہ مضبوط ہاتھ ہوتا ہے جو اسے چلاتا ہے، اگر وہ ہاتھ کمزور ہو تو مضبوط تلوار کسی کام کی نہیں۔ یہ حقیقت ہمیں اس نتیجے پر پہنچاتی ہے کہ میدان جنگ میں ہتھیار استعمال کرنے کے لئے انسان کا بہادر اور جرأت مند ہونا ضروری ہے اور اگر جرأت نہ ہو تو پھر بندے کو ہتھیار اٹھانے اور ان کے اثرات برداشت کرنے کے لئے لازماً ہم پر کاسہارا لینا پڑتا ہے۔

یہ ایک آزمودہ حقیقت ہے کہ جب کسی کا دل ایمان سے خالی ہو اور اس میں یقین اور جرأت نہ ہو تو پھر دنیاوی ہتھیار اور وسائل اس کے کسی کام نہیں آسکتے۔ دوسری طرف اگر کسی کے پاس پختہ ایمان اور سچا جذبہ جہاد ہو تو وہ اکیلا بھی بڑی سے بڑی فوج کو شکست دے سکتا ہے چاہے وہ کتنی ہی طاقتور کیوں نہ ہو۔

قوی امکان یہی ہے کہ امریکہ اور اس کے اتحادیوں پر اب تک یہ حقیقت واضح ہو چکی ہے کہ افغانستان میں ان کا کوئی بھی خواب پورا ہونے والا نہیں ہے۔ ان کے لئے بہتر یہی ہے کہ ہمارے ملک سے نکل جائیں نہیں تو یقیناً انہیں پاکستان سے ٹشو اور ڈائیز کے ساتھ ساتھ اپنے فوجیوں کے لئے کفن بھی مانگنے پڑیں گے۔

”از کشاد او کشاد آسیا“

حبیب مجاہد

ہو یا شمال کی جانب سے روسیوں کی شکل میں۔ یہی افغان قوم ہمیشہ حملہ آوروں کی خون آشام سیلاب کے سامنے چٹان کی صورت ثابت قدمی سے کھڑی رہی ہے اور اس وقت تک ان کا ڈٹ کر مقابلہ کیا ہے جب تک ان کی خونریز سیلابی لہروں کو واپس پسپا ہونے پر مجبور نہ کر دیا۔

آج ایک مرتبہ پھر جہادیوں کی اس پاک سرزمین پر مادی اعتبار سے دنیا کے کمزور ترین اور طاقتور ترین کے درمیان معرکہ برپا ہے اور اس طرح اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ایک دفعہ پھر اپنی اس منصور اور کامل الایمان قوم کے ہاتھوں سے اس لعنتی قوم اور اس کے لشکروں کو سزا دینے کا فیصلہ فرما دیا ہے۔ یہ معرکہ دس سال سے جاری ہے۔ وہ لڑائی جسے پہلے دنیا بھر کے مصرین اور تجزیہ نگار ہاتھی اور مچھر کی لڑائی قرار دے رہے تھے اب اسے ایک اہم تاریخی اور معجزاتی معرکہ کی نظر سے دیکھ رہے ہیں کیونکہ یہاں ایک کمزور قوم نے اپنی ایمانی قوت کے بل بوتے پر دور حاضر کی جدید ٹیکنالوجی کو مات دی ہے اور اسی طرح اس قوم نے خون کا نذرانہ دے کر حملہ آوروں کی بارود سے بھڑکائی ہوئی آگ کو بجھا دیا ہے۔

اب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور مجاہدین کی ایثار و قربانی کی برکت سے دنیا کی سب سے بڑی اقتصادی قوت کو معاشی بحران کا سامنا ہے اور ایشیا پر قابض اس قوت کا زور ٹوٹ چکا ہے اور اب وہ یہاں سے بھاگنے کے منصوبے بنا رہا ہے۔

اب وقت آپہنچا ہے کہ خطے کے شاعر کا فرمان پتھر پر نقش لیکر ثابت ہو جائے ”افغانستان کی خوشحالی پوری ایشیا کی خوشحالی ہے“ ہمیں اس بات پر یقین ہے بلکہ پوری دنیا اس بات پر یقین رکھتی ہے کہ ایک مرتبہ پھر وہ تاریخی موقع آپہنچا ہے کہ افغان..... بقیہ صفحہ ۱۷ پر ملاحظہ فرمائیں۔

یہ صرف شاعر مشرق علامہ اقبال رحمہ اللہ ہی نہیں ہیں جنہوں نے افغانستان کی مافوق العادۃ خصوصیات کا ادراک کر لیا تھا بلکہ اس خطے کی دوسری مشہور شخصیات نے بھی اس سرزمین کے بارے میں عقیدت مندانہ جذبات کا اظہار کیا ہے۔

چنانچہ محکم البلدان کے مصنف اس بارے میں رقم طراز ہیں:

خراسان کنانۃ اللہ اذا غضب اللہ علی قوم رماہم بہم ترجمہ: ”خراسان [افغانستان] اللہ کا ترکش ہے جب اللہ تعالیٰ کسی قوم سے ناراض ہو جاتا ہے تو اُسے اس کے ذریعے ماردیتا ہے“

امیر البیان علامہ شکیب الحسن ارسلان نے اس سرزمین اور اس کے باشندوں کے بارے میں لکھا ہے کہ اگر پورے خطے سے اسلام کے روشنی بھج جائے تو پھر بھی ہندوکش اور ہمالیہ کے اطراف و کناروں میں اس کی چنگاریاں سلگتی رہیں گی۔

تاریخ نے یہ بات ثابت کر دی ہے کہ ایشیا کی بلندیوں میں واقع یہ ملک دوام دین کی حفاظت اور اپنی خود مختاری برقرار رکھنے کی بھرپور استعداد اور جذبہ رکھتی ہے۔ اس قوم نے تاریخ کی جھردوں میں نہ صرف یہ کہ اپنی خود مختاری اور آزادی کو برقرار رکھا ہے بلکہ بہت سے دوسرے ممالک اور اقوام کو بھی خود مختاری اور آزادی سے روشناس کیا ہے۔

ایشیا کے اس خطے کی طرف دنیا کے جس کونے سے بھی کسی دشمن اور غاصب لشکر نے رخ کیا ہے تو اسے اسی قوم کے ہاتھوں شکست ہوئی ہے اور اسی طرح وہ تاریخ کے اوراق سے مٹ گئی ہے چاہے وہ صحرائے گوبی کے وحشی چرواہے چنگیز خان کی صورت میں آیا ہو یا صفوی لشکر کی صورت میں۔ اسی طرح چاہے وہ جنوب کی طرف سے انگریز کی صورت میں حملہ آور ہوا

ماہنامہ شریعت امارت اسلامیہ کا واحد ترجمان میگزین ہے: ذبیح اللہ مجاہد

امارت اسلامیہ افغانستان کے ترجمان نے اپنے حالیہ ایک بیان میں کہا ہے کہ ماہنامہ شریعت امارت اسلامیہ کا واحد ترجمان اردو میگزین ہے، انہوں نے کہا کہ امارت اسلامیہ کے ثقافتی اور میڈیا کمیشن نے طویل غور و غوص کے بعد اردو میگزین نکالنے کا فیصلہ کیا ہے، امارت اسلامیہ کا پشتو اور فارسی زبان میں شکر، شہامت اور مورچل کے نام سے اور عربی میں الصمود کے نام سے ماہنامہ میگزین موجود ہیں لیکن اردو میں اس وقت تک امارت اسلامیہ کا کوئی میگزین یا اخبار نہیں تھا اس لئے اس بات کی ضرورت محسوس ہوئی کہ شریعت کے نام سے اردو میگزین جاری کیا جائے، امارت اسلامیہ پوری دنیا تک حقائق، سچائی اور افغانستان کی حقیقی تصویر دکھانا چاہتی ہے، ماہنامہ شریعت بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے، یاد رہے کہ اردو زبان میں امارت اسلامیہ کی ویب سائٹ طویل عرصے کام کر رہی ہے، تمام مسلمانوں سے گزارش ہے کہ اس میگزین کو پڑھنے اور اسے دوسروں تک پہنچانے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے۔

آخر میں اس جریدے کو چلانے والوں اور اس میں کام کرنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے نصرت اور اجر عظیم کا طلبگار ہوں اور تمام مسلمانوں کو اس مبارک جریدے کے شروع ہونے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو آپ کا بھائی ذبیح اللہ مجاہد
ترجمان امارت اسلامیہ افغانستان

بقیہ از..... قبضہ کی جنگ اور ثقافتی یلغار

حاضرین مجلس میں سے چند لوگوں کو رہبانیت کا عہدہ مل گیا تھا اور عیسائی تعلیمات اور مذہبی تہواروں کے بارے میں ان کے پاس کافی معلومات کا ذخیرہ تھا۔

یہ حالت ہے ہمارے اس آفت زدہ ملک کی جس نے سابقہ حملہ آوروں کا مقابلہ کیا اور موجودہ حملہ آوروں کا بھی ڈٹ کر مقابلہ کر رہا ہے لیکن ساتھ ساتھ ہی یہاں کے مسلمان نصاریٰ اور دوسرے کافروں کی طرف سے مدد کی آڑ میں دین سے انحراف کا شکار بن رہے ہیں۔

☆.....☆.....☆

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص راہ خدا میں زخمی ہوتا ہے تو وہ شخص قیامت کے دن اس حال میں حاضر ہوگا کہ اس کے زخم سے خون ٹپک رہا ہوگا جس کا رنگ بظاہر خون جیسا ہوگا لیکن اس کی خوشبو مشک جیسی ہوگی [نسائی]

آگ کبھی نہیں بجھے گی۔ جیسا کہ قرآن کریم میں باری تعالیٰ کا ارشاد ہے:
 ”اے نبی [صلی اللہ علیہ وسلم] یہود و نصاریٰ اس وقت تک آپ سے
 راضی نہ ہوں گے جب تک کہ آپ ان کی دین کی پیروی اختیار نہ کر لیں۔
 مقبوضہ علاقوں میں روزمرہ خون خرابہ اور خونخوار درندے کی طرح بے
 گناہ لوگوں کا بے دردی کے ساتھ خون بہانا ان کی اس اندھی تعصب کی
 واضح دلیل ہے۔

ملک میں مشنری سرگرمیوں کا ایک طوفان اٹھ آیا اور
 عیسائی مبلغین نے
 پسماندگی
 غربت اور تعلیم
 و معاشرے کی آڑ میں

غلط فائدہ اٹھایا ہے
 ملک میں جو اسکول اور ہسپتال قائم کیے تو وسیع پیمانے پر ان وسائل
 کے خرچ کرنے سے ان کا ارادہ اس علاقے کے رہنے والوں کی تعلیمی
 خواندگی اور صحت عامہ کی بہتری نہیں تھی بلکہ ان کا اصل مقصد اور ہدف لوگوں
 کو اسلام سے ورغلا کر عیسائیت میں داخل کرنا تھا۔ باقی سامراج کی تو یہ
 پرانی عادت رہی ہے کہ وہ مشنری سرگرمیوں کی آڑ میں اپنا کام نکالتے ہیں
 خاص کر مقبوضہ علاقوں میں۔

جون 2006ء میں ان مقبوضہ شہروں کی طرف عیسائیت پھیلانے پر
 مامور مختلف وفد کی ایک بڑی کھپ کی آمد ہوئی جو 1500 ارکان پر مشتمل تھی
 ، یہ لوگ سیاحتی ویزوں اور کھیلوں کے ویزے لے کر آئے اور جن علاقوں
 میں شیعہ آبادی تھی یہ وہاں پر پھیل گئے جیسا کہ مزار شریف ، بامیان ،
 دارالحکومت کابل اور قلعہ شہداء وغیرہ ، یہ لوگ مریضوں کے علاج اور کھیلوں
 کے مقابلوں میں شرکت کے بہانے ان علاقوں میں پھیل گئے۔ لیکن پشتو اور
 فارسی میں مترجم شدہ انجیل کے نسخوں کو جب انہوں نے نئے نئے عیسائی
 مذہب اختیار کرنے والوں کے گھروں میں تقسیم کرنا شروع کر دیا تو اس سے

ہم سب جانتے ہیں کہ ملکی اور غیر ملکی تنظیموں نے صحت ، پیشہ
 ورانہ تربیت اور تعلیم انسانیت کی آڑ میں ملک عزیز کے مختلف اطراف میں
 ایک مہم شروع کر رکھی ہے جسے وہ انسانی حقوق کا نام دیتے ہیں لیکن ساتھ ہی
 ساتھ دو سری جانب مشنری سرگرمیاں بھی زور
 و شور سے جاری ہیں جو اس
 بات کی
 واضح نشانی

قبضہ کی جنگ اور ثقافتی یلغار

صلاح الدین ہمنند

ہے کہ عیسائیت پھیلانے کی مہم

امریکا کے افغانستان پر قبضہ کے متصل ہی شروع ہوئی ہے، اور

یہ اس وقت کی بات ہے جب امریکا میں ایک ریاستی کمیٹی نے دنیا بھر میں
 مذہبی آزادی کے نام پر اس وقت کے وزیر خارجہ کولن پاول کو ایک خط لکھا تھا
 جس میں مقبوضہ افغانستان میں امریکی انتظامیہ کے اثر و رسوخ کو استعمال
 کرتے ہوئے 1998ء میں دنیا بھر میں مذہبی آزادی کے نگرانی کے لیے
 کانگریس کی طرف سے پیش کردہ ایک قرارداد کی روشنی میں مذہبی رواداری
 کے اصول پر عمل درآمد کے بارے میں زور دینے کا کہا گیا تھا۔

اس قانون کے عمل درآمد پر زور دینے میں بھی عیسائی مشنری کا ذاتی
 مفاد پوشیدہ تھا چنانچہ ان کے ترجمان کا بیان ہے کہ انجیل مقدس ہمیں ہمارا
 عقیدہ دوسروں میں پھیلانے کا مکلف بناتا ہے، اسی طرح ایک دوسرے
 عیسائی ادارے کے سربراہ بین ہومین نے انٹرنیٹ پر ایک خط شائع کیا ہے
 جس میں اس نے اس بات پر شدید افسوس کا اظہار کیا ہے کہ افغانستان کی
 زیارت کے دوران اس نے وہاں کوئی گرجا گھر نہیں دیکھا، چنانچہ وہ کہتا ہے
 کہ مسیح کے بغیر افغان معاشرہ موت کے دہانے پر کھڑا ہے اور دنیا بھر کے
 مسلمانوں کے دلوں میں الوہیت مسیح کے عقیدہ کو راسخ کرنے کے لیے ہمیں
 مزید وقت درکار ہے۔

یہ بات اظہار من القہس ہے کہ اسلام کی مخالفت میں صلیبی تعصب کی

ان کی حقیقت کا پردہ جلد ہی چاک ہو گیا۔

اتنے بڑے پیمانے پر ان مذکورہ وفود کے بھیجنے کا مقصد کوئی معمولی نہیں تھا بلکہ اس کے ذریعہ ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت اس مقبوضہ شہر میں عیسائی نظریہ کی نشر و اشاعت مقصود تھی، واضح رہے کہ عیسائیت کی تبلیغ کے سلسلے میں امارت اسلامیہ کا موقف شروع ہی سے بڑا سخت رہا ہے، چنانچہ عیسائی مبلغین کو اس کا سامنا بھی کرنا پڑا، جب ۵ رجب المرجب ۱۴۲۸ھ بمطابق ۱۹ جولائی ۲۰۰۷ء کو امارت اسلامیہ نے جنوبی کوریا کے ۲۳ مبلغین کو غزنی کے ضلع قرہ باغ میں گرفتار کیا اور پھر بہت ہی کھٹن اور دشوار گزار مذاکرات کے بعد امارت اسلامیہ ۱۵ شعبان ۱۴۲۸ھ کو ان کی رہائی پر رضامند ہوئی، اور وہ بھی اس وقت ممکن ہوا جب جنوبی کوریا نے امارت اسلامیہ کی تمام شرائط مان لیں اور ۲۰۰۷ء کے اختتام سے پہلے پہلے اپنے دوسو (۲۰۰) فوجیوں اور ان تمام ملازمین کو جو بقول ان کے رفاہی اداروں میں کام کر رہے تھے مذکورہ سال کے آخر تک افغانستان سے نکالنے پر رضامند ہوا اور اس سلسلے میں آخری شرط یہ طے پائی کہ تمام مشنری سرگرمیاں فی الفور بند کر دی جائیں اور آج کے بعد ان گمراہی پھیلانے والے وفود کی آمد بند کر دی جائے۔ لیکن ان سب کچھ کے باوجود یہ سلسلہ نہیں رکا بلکہ جابر اور قابض افواج کی چھتری تلے ان عیسائی مبلغین کا سیلاب ہی ہمارے شہروں کی طرف جاری رہا اور اس طرح فوجی اڈوں کی توسط سے پشتو اور فارسی زبانوں میں مترجم شدہ انجیل کے ہزاروں نسخے تقسیم کئے۔

ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں ایک خود مختار گرجا گھر کے رکن مسٹر ڈریل ایڈرسن جو خود بھی مشنری سرگرمیوں کے ایک ماہر ہیں کہتے ہیں کہ ہم ان میدانوں میں کوشش کر رہے ہیں جہاں مسلمان حکومتیں تحقیقات کرانا چاہتی ہیں تاکہ اس طرح ہم اپنے مخصوص افراد کو وہاں بھیج سکیں اور اپنی میزبان حکومتوں کی اجازت کے بقدر اپنے عقیدہ کے بارے میں کھل کر اور آزادی سے بحث کر سکیں۔ ڈریل ایڈرسن کا یہ بیان ٹائم میگزین کے ۲۷ فروری ۲۰۰۴ء کی شمارہ میں شائع ہونے والے اس رپورٹ کے

مطابق ہے جس میں کہا گیا ہے کہ مشنری سرگرمیوں کے ماہرین اپنے مخصوص مبلغین کو تحقیقات کی آڑ میں مختلف مسلم ممالک میں بھیجنا چاہتے ہیں۔

محمد خمیس نامی ایک مصنف کا کہنا ہے کہ عیسائی تنظیموں اور مشنری اداروں نے اپنی مشنری سرگرمیوں کو پھیلانے کی تیاری کر لی ہے جس کے لیے وہ عالم اسلام کو اپنے سیاسی اور پروپیگنڈہ مہم جوئی کے ذریعہ وسیع پیمانے پر ہدف بنا رہے ہیں تاکہ اسلام جیسے روشن دین میں ملاوٹ اور قرآن پاک جیسی مقدس کتاب میں شکوک و شبہات پیدا کر سکیں اور اس سلسلے میں وہ مختلف ذرائع کو وسیع پیمانے پر استعمال کر رہے ہیں، چنانچہ اسی مہم جوئی کے سلسلے میں ایک سیاسی حکمت عملی والے اخبار میں ”ہم کس طرح اسلامی بنیاد پرستی کا سامنا کر سکتے ہیں“ کے عنوان سے ایک رپورٹ شائع ہوئی ہے۔ مذکورہ اخبار رینڈ کارپوریشن نامی ایک ادارہ شائع کرتا ہے جس کے امریکی وزارت دفاع کے ساتھ تعلقات کسی سے مخفی نہیں۔ اس رپورٹ کی تیاری میں سارا ہاتھ اس وقت کے امریکی صدر جارج بوش کے افغانستان اور عراق کے لیے ذاتی ایجنسی زلمے خلیل زاد کی اہلیہ میرل بینرڈ کا تھا، چنانچہ اس رپورٹ کے پانچویں صفحے پر قرآن کریم کے بارے میں کہا گیا ہے کہ [نعوذ باللہ] قرآن کریم ایک تاریخی کتاب ہے اور یہ اس زمانے کی ضروریات پوری کرنے سے قاصر ہے اسی طرح صفحہ نمبر ۱۸ میں کہا گیا ہے کہ قرآن کریم ایک دقیق کتاب ہے جو کہ ناقابل فہم اور غیر واضح تعلیمات پر مشتمل ہے۔ [العیاذ باللہ]

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ کھوکھلی اور غلیظ جمہوریت کی بھیس میں نصرانیوں کے افغانستان میں داخل ہونے کی وجہ سے ہزاروں عیسائی مبلغین مختلف خیراتی اداروں اور تنظیموں کی آڑ میں انسانی اور اجتماعی فلاحی خدمات کے ناموں کے ذریعے قابض فوج اور ان کے ایجنٹوں کی حمایت سے اپنے مشن کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔

مختلف خبروں اور شائع شدہ رپورٹوں کے مطابق یہ مذکورہ عیسائی مبلغین اور بیرونی تنظیمیں علی الاعلان ہماری قوم کو عیسائیت کی دعوت دے رہی ہیں

اور افغانستان کے بارہ صوبوں میں جن میں دارالحکومت کابل بھی شامل ہے ان کے دوسرے مراکز ہیں جنہیں وہ براہ راست اپنے عبادت خانوں کے طور پر استعمال کر رہے ہیں جہاں بپشپ اور پادری عملہ لوگوں کو اسلام کے پاکیزہ دین سے منحرف کرنے پر مامور ہیں۔

خبروں کے مطابق ان مراکز کی ظاہری بناوٹ عبادت خانوں جیسی ہے اور نہ ہی ان پر کوئی ایسی نشانی لگی ہوئی ہے جس سے ان کی اصلیت معلوم ہو۔ یہ خفیہ عبادت خانے ان بڑے اور عالی شان عمارتوں میں بنے ہوئے ہیں اور یہ ان حساس علاقوں میں موجود ہیں جہاں سیکورٹی کی فرائض دارالحکومت کابل سرانجام دیتی ہے اور منحرف افغانوں کے علاوہ ان علاقوں میں کسی کو بھی داخلے کی اجازت نہیں۔

تجزیہ نگاروں کے مطابق ان عیسائی مبلغین کی سب سے زیادہ مددگار کابل حکومت ہے کیونکہ وہی ان تنظیموں کے کارندوں کو ہائی پروفائل سیکورٹی فراہم کرتی ہے، اور جب ان میں سے کوئی عیسائیت پھیلانے کے الزام میں گرفتار کر لیا جاتا ہے تو عدالتیں ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کرتی بلکہ کسی کو وہ مجنون قرار دے دیتی ہے اور کسی کا کیس ہی بالکل ختم کر دیا جاتا ہے جو کہ اس مذہب کے ماننے والوں کے حوصلہ افزائی اور اس پر ابھارنے کا باعث ہے۔ اس سے ان کا اس بات پر اعتماد اور بڑھ جاتا ہے کہ اس گندی جمہوریت کی بنیاد پر سب کچھ جائز ہے اور اس کے سامنے بند باندھنے اور کھڑے ہونے کی کسی میں سکت نہیں ہے۔

اسی طرح روزمرہ تغیرات، شراب، جوئے اور زنا کی شکل میں عیش و عشرت کا سامان بھی عیسائیت پھیلانے میں مددگار بن رہی ہے جو کہ جمہوریت کے نام پر ہم پر مسلط ہوئی ہے اور تمام کاموں میں سہولیات اور عیش پرستی پیدا کی ہے، اسی طرح قابضین کی طرف سے حوصلہ افزائی بھی اس سلسلے میں مددگار بن رہی ہے جیسا کہ ہم نے عبدالرحمن نامی ایک مرتد کے معاملے میں دیکھا جس کا کفار نے بڑے گرم جوشی سے استقبال کیا اور یہ حوصلہ افزائی مخصوص مقاصد کو پورا کرنے کے لیے کی جا رہی ہے جو مغربی

ممالک سے ان افغانوں کا عدم انخلاء ہے جنہوں نے عیسائی مذہب اختیار کر لیا ہے اور وہاں اب یہ قیاس آریاں شروع ہو چکی ہیں کہ عنقریب غیر مسلم ممالک میں مقیم افغان اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے عیسائی مذہب اختیار کر لیں گے تاکہ وہ ہمیشہ کے لیے وہاں رہ سکیں۔ یہ اس مقبوضہ ملک میں عیسائیت پھیلانے کی ہزاروں سرگرمیوں کی ایک ہلکی سی جھلک ہے۔

ٹائیوز میں ایک کہانی چھپی ہے جس کے لکھاری کابل میں عیسائی مبلغین کی مجلس میں شرکت کرنے والی ایک شخصیت ہے چنانچہ وہ کہتا ہے کہ مجھے اطلاع دی گئی کہ کرمس کے مناسبت سے اومیگا دفتر میں ایک جلسہ منعقد کیا جا رہا ہے، میں تو اسے ایک عام سا جلسہ سمجھ رہا تھا لیکن جس وقت دعوت نامہ ہاتھ میں لئے ہوئے میں اس دفتر میں داخل ہوا تو میزبانوں نے مجھے ایک جانب بٹھا دیا۔ ابھی تک جلسے کا آغاز نہیں ہوا تھا میرے سامنے ایک زرد رنگ اور نیلی آنکھوں والا آدمی کھڑا تھا جبکہ اس کے پاس گٹار اور ڈول جیسے موسیقی کے آلات پڑے ہوئے تھے۔ ہال میں جو بھی شخص داخل ہوتا تو سب سے پہلے اسی کی طرف متوجہ ہوتا اور بڑے احترام سے اس کے ہاتھوں کو چومتا جیسا کہ وہ کوئی راہب ہو۔ میں نے جب پہلی مرتبہ اس کو دیکھا تو اس کے منصب اور مرتبے کو نہیں پہچانا۔ اس نے بھی میری حرکات سے یہ جان لیا تھا کہ یہاں جو کچھ ہونے جا رہا ہے مجھے اس کے بارے میں کچھ علم نہیں۔

چنانچہ وہ آنکھوں کے گوشوں سے وقتاً فوقتاً مجھے دیکھتا رہا۔ کبھی وہ انگریزی میں بات کرتا اور کبھی فارسی میں۔ وہ بڑی روانگی کے ساتھ فارسی بول رہا تھا اگر اس کے بال اور چہرے کا رنگ زرد نہ ہوتا تو میں اس کے بارے میں کہہ دیتا کہ یہ ایک اجنبی آدمی نہیں ہے۔ اس مجلس کی اہم ترین بات وہ تھی جب بی بی شریں نامی ایک عورت کی باری آئی اور اس نے اسٹیج پر آکر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ اس کی عمر تقریباً پچاس سال تھی، حالانکہ وہ اپنی گفتگو کے دوران کانپ رہی تھی لیکن اس کے باوجود اس نے بڑی فرحت اور خوشی کا اظہار کیا۔ وہ اپنے حلیہ سے ان پڑھ معلوم ہو رہی تھی جو کہ عیسائی

مبلغین کے جال میں پھنس گئی تھی جس کے سلسلہ میں اسے کچھ مال اور کھانے پینے کی چیزیں ملی تھیں۔

مجھے یہ سب کچھ اس وقت معلوم ہوا جب اس نے اپنی تقریر کے دوران کہا کہ میں بھوک اور پیاس کی حالت میں رمضان کے روزے رکھ رہی تھی جبکہ کوئی شخص میری مدد نہیں کر رہا تھا چنانچہ میں لوگوں سے بھیک مانگنے پر مجبور ہوئی حالانکہ میں مانگنے کو اپنے لیے عار سمجھ رہی تھی۔ میں سوچتی رہتی تھی کہ کیا کروں، کہ اس دوران قدرت نے اس ادارے کی طرف میری رہنمائی کی۔ میں اس سے بڑی مستفید ہوئی کیونکہ اس نے میری معاشی حالت بدل کر رکھ دی ہے۔ پھر اس کے بعد اس نے اس ادارے کی طرف رہنمائی کرنے والے شخص کی مدد و اعانت کا شکریہ ادا کیا۔

یہ پروگرام اسی طرح جاری تھا کہ معصومہ نامی ایک چھوٹی لڑکی کی باری آئی۔ وہ بھی اپنی وضع قطع کے اعتبار سے پہلی عورت کی طرح لگ رہی تھی اور اسے بھی اقتصادی پریشانی کا سامنا تھا۔ اس لڑکی نے عیسائیت اور عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بات کرتے ہوئے کہا کہ تمام لوگ اپنی اولاد کو عیسائی عیسائی کیوں نہیں بناتے۔ پھر اس کے بعد اس نے ایک پرسوز لہجہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مدح میں ایک قصیدہ پڑھا جن پر تمام حاضرین نے اس کی حوصلہ افزائی کی اور اس کی اس بہادری پر اسے خوب داد دی، پوری مجلس پر محبت اور عیسیٰ علیہ السلام پر فنائیت کی فضا طاری تھی، اور اس چھوٹی لڑکی کے قصیدے نے ان کے دلوں کو صاف کر کے دائمی نیک بختی کی طرف کھینچا۔

مذکورہ رپورٹ کہتا ہے کہ سب سے آخر میں ایک اجنبی آدمی کھڑے ہوئے جبکہ میں مجلس کی اختتام پر یہ ہونے کی وجہ سے خوش تھا۔ اس آدمی کے ساتھ سارا مجمع کھڑا ہوا اور یہ اس کا حق بننا تھا کیونکہ وہ کوئی معمولی آدمی نہیں تھے بلکہ وہ دوسرے شہر سے آئے ہوئے ایک بڑے راہب تھے جب کہ تمام لوگ سب سے زیادہ اسی کا احترام کر رہے تھے۔

بہر حال وہ اسٹیج کی طرف بڑھتا تو ایسا لگ رہا تھا کہ اس کی زبان ایرانی

فارسی ہے اس نے بڑی شیریں اور سنجیدہ گفتگو کی اور اپنی تقریر کے دوران شکریہ ادا کرنے کے بعد اس نے کہا کہ میں کچھ دنوں پہلے ایران سے آیا ہوں۔ میں نے افغانستان کے بعض علاقوں کی زیارت کی اور آج تمہارے شہر میں آیا ہوں تاکہ تمہارے ساتھ اس عظیم جلسہ میں شرکت کر سکوں۔ ہماری بہت ساری سرگرمیاں ہیں، جیسا کہ صوبہ ہرات میں ہمارا ایک دفتر ہے جہاں ہم بڑے پیمانے پر کام کر رہے ہیں اور میں تم سے بھی یہی چاہتا ہوں کہ ایران اور ہرات میں کام کرنے والے اپنی بھائیوں کی طرح تم بھی وسیع پیمانے پر یہ کام کرو۔ اپنے ایمان کی حفاظت کرو اور اس پر ثابت قدمی اور مضبوطی سے جتنے رہو۔

ہم افغانستان میں ایک گرجا گھر بنانے کی کوشش میں ہے اور تم سے بھی چوکنے اور بیدار رہنے کی توقع کرتے ہیں اور میں نہیں چاہتا کہ تمہاری تبلیغی سرگرمیاں لوگوں پر افشاں ہو جائیں کیونکہ افغانستان میں تمہاری کامیابی اور نصرت کا دار و مدار تمہاری اس فریضہ کی ادائیگی اور تمہارے اختیار کردہ طریقہ پر ہے۔ کوشش کرو تمہاری سرگرمیاں خفیہ رہیں اور اس کے بارے میں تمہارے علاوہ کسی ایسے شخص کو علم نہ ہو سکے جو ان کی مخالفت میں کھڑا ہو جائے۔

باقی مجھے علم ہے کہ تمہیں ایک گرجا گھر کی کمی کا سامنا ہے۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ بہت جلد افغانستان میں تمہارے لیے ایک گرجا گھر قائم ہوگا۔ لیکن اس وقت تک تم لوگ ایک خفیہ جگہ کو گرجا گھر کے نام سے تیار کر سکتے ہو، اور ادھر یہ نہ کر سکو تو اپنے گھروں میں گرجا گھر کے نام سے ایک کمرہ خاص کر لو اور اس میں اپنی مذہبی رسومات ادا کرتے رہو۔ اس طریقہ سے تمہاری گرجا گھر کی کمی دور ہو جائے گی۔ باقی راہب کے بارے میں ہم عین قریب بندوبست کر لیں گے۔

[illegible]









پہلے مجاہدین نے مغربی افغانستان کے ضلع ہلمند میں دو فوجی ہیلی کاپٹروں کو مار گرایا تھا۔

اللہ کے فضل و کرم سے مجاہدین قابض افواج کے خلاف جہادی کارروائیوں کی بھرپور طاقت رکھتے ہیں، جن علاقوں میں برف باری اور سردی کی وجہ سے جہادی سرگرمیاں کم ہوتی تھیں جہاں درجہ حرارت صفر سے بھی نیچے گر جاتا ہے، جیسے کاپیسا اور شمال کے دیگر صوبوں میں، ان علاقوں میں بھی فرانسیسی فوجیوں کے خلاف کامیاب کارروائی ہوئی جس میں دسیوں فوجی مارے گئے اور اس کارروائی نے فرانسیسی صدر ”سرکوزی“ کو اپنی پالیسی پر نظر ثانی اور فرانسیسی فوج کی افغانستان میں تمام فوجی کارروائیوں کو موقوف کرنے پر مجبور کر دیا، چنانچہ اس نے اپنے فوجیوں کی انخلاء کی متعین تاریخ 2014ء سے پہلے فوج واپس بلانے کا اعلان کر دیا۔

مجاہدین کی کارروائیوں سے ان کے حوصلے بلند ہونے کے علاوہ ایک منفی اثر پڑا کہ مجاہدین نے اپنی عسکری کارروائیوں کو تیز اور وسیع سے وسیع تر کرنے کی کوشش شروع کر دی۔ یہاں تک کہ صوبہ ہلمند میں ایک مجاہد صرف ایک چاقو کی مدد سے عجیب انداز میں امریکی فوجیوں پر حملہ کیا اور دو فوجیوں کو قتل کر دیا دوسری طرف ان مسلسل کارروائیوں کی وجہ سے امریکی اور اتحادی فوج کے جنگی حوصلے پر سخت منفی اثر پڑا ہے جس سے بوکھلا کر نیٹو افواج نے ان جرائم کا ارتکاب کیا جن کو ذکر کرنے سے انسانی ضمیر شرماتا ہے جیسا کہ قتل کرنے کے بعد انسانی لاشوں پر پیشاب کرنا اور چھوٹے بچوں کے ساتھ جنسی زیادتی کرنا [لاحول ولاقوة الا باللہ] ملک کے کونے کونے میں اللہ کے فضل و کرم سے جہادی سرگرمیاں تیز ہوتی جارہی ہیں اور بیرونی افواج کی ہلاکت میں انشاء اللہ مزید اضافہ ہوگا۔ امریکی صلیبی اور اس کے اتحادیوں کو انشاء اللہ مجاہدین کے ہاتھوں سے تاریخی شکست کا سامنا ہوگا اور نیا سال ان کے لئے رسوائی اور ناکامی کا سال ہوگا مجاہدین کیلئے۔ انشاء اللہ نصرت اور کامیابی کا سال ہوگا۔

☆.....☆.....☆

نئے سال کی آمد پر افغانستان میں قابض بیرونی فوج کے خلاف

جہادی سرگرمیاں تیز ہو چکی ہیں اور نئے سال کی ابتداء ”دھماکہ خیز“ کارروائیوں سے ہوئی۔ پہلی کامیاب کارروائی صوبہ قندہار میں کرزئی ایجنٹ کے ایک حامی، ضلع پنجوائی کے کمشنر ”فضل آغا“ کے خلاف ہوئی، جو انتظامی اداروں کے اہم افسر تھے، اس کارروائی میں اس کے ساتھ اس کے محافظ بھی مارے گئے، اور یہ علاقہ ان گرم محاذوں میں سے شمار کیا جاتا ہے جس میں مجاہدین آئے روز قابض فوج اور ان کے ایجنٹوں پر حملے کرتے ہیں۔

پنجوائی وہ علاقہ ہے جس پر امریکہ اپنے

کنٹرول کا دعویٰ کرتا ہے امریکہ کا کہنا ہے کہ اس علاقے

کا صفایا ہو چکا ہے اور اس علاقے میں فوجی آپریشن ختم ہو چکی

ہے۔ مجاہدین کی جہادی کارروائیاں صوبہ قندہار میں کم نہیں ہوئے، جیسا کہ امریکہ اور اس کے اتحادیوں نے صوبہ قندہار پر کنٹرول کا دعویٰ کیا ہے، بلکہ اللہ کے فضل و کرم سے ہر طرف پھیل چکی ہیں، مجاہدین نے اپنے کنٹرول کو عملی طور پر ثابت کرتے ہوئے ان کے متعدد ہیلی کاپٹرز مار گرائے۔

قابض فوج نے نئے سال کی ابتداء شکست خوردہ فوج کی حیثیت سے بیسیوں فوجیوں کی ہلاکت سے کی چنانچہ مجاہدین نے صوبہ ہلمند کے ضلع موسیٰ قلات کے علاقہ ”ریبرکارنز“ میں ایک چینیوک ہیلی کاپٹر مار گرایا اور اس کو فضا میں ہی آگ لگ گئی، اور وہ مکمل طور پر تباہ ہوا جس میں سوار تمام فوجی ہلاک ہو گئے، لیکن امریکہ اور اس کے اتحادیوں نے معمول کے مطابق فوجیوں کی ہلاکت کی تردید کر دی۔

مجاہدین نے اس سے پہلے صوبہ ہلمند کے علاقہ ”شاول“ میں اتحادیوں کا ایک فوجی ہیلی کاپٹر مار گرایا، جس میں سوار چھ فوجی سب کے سب ہلاک ہو گئے، مجاہدین نے جنوبی کابل کے ضلع لوگر میں جاسوس طیارہ بھی مار گرایا، اس سے چند دن

افغانستان جنوری اور فروری کے مہینوں میں! احمد فارسی

قائض فوجیوں کے ظلم اور سربریت کی وجہ سے عام لوگوں کا رد عمل بھی اپنے عروج پر رہا۔ جس کی چند مثالیں ذیل میں پیش کی جا رہی ہیں:

۸ جنوری کو افغان فوج میں موجود ایک احساس مند مجاہد نے امریکی فوجیوں پر فائرنگ کر کے متعدد کو قتل اور شدید زخمی کر دیا۔ ۲۰ جنوری کو افغان فوجیوں کی صفوں میں ایک اور مجاہد نے ضلع ننگاب میں آئے ہوئے فرانسیسی فوجیوں پر فائرنگ کر کے ۴ ہلاک اور متعدد کو زخمی کر دیا۔ اس طرح ایک اور واقعے میں ایک جرأت مند شہری نے صوبہ ہلمند کے ضلع سنگین میں اپنے چاقو سے ناک تک اسلحے سے لیس دو امریکی فوجیوں کا پیٹ بھاڑ کر انھیں جہنم واصل کر دیا۔ جبکہ بے غیرت غلام ملی فوج نے اسے ظالم امریکیوں کے حوالے کر دیا۔ اسی طرح ۳۱ جنوری کو بھی ایک افغان فوجی نے نیٹو کے ایک فوجی کو نشانہ بنایا۔ یہ سارے واقعات امریکیوں کی طرف سے نشر کردہ اس ویڈیو کے رد عمل میں پیش آئے جس میں فوجیوں کو مجاہدین کی لاشوں پر پانچا نہ کرتے ہوئے دکھا کر انہوں نے اپنی سربریت، گھٹیا تہذیب اور انسانی اقدار سے کھلی دوری کو واضح کر دیا۔

افغان فوجیوں کی طرف سے حملہ آور صلیبیوں پر حملوں کا تناسب بہت تیزی سے بڑھ رہا ہے۔ AP نامی ایک امریکی خبر رساں ایجنسی کی رپورٹ کے مطابق ۲۰۰۷ سے لے کر اب تک حملہ آور فوجیوں پر افغان پولیس یا فوج کے حملوں کی تعداد ۴۵ ہے جس میں کم از کم ۷۰ فوجی ہلاک اور ۱۱۰ سے زیادہ زخمی ہوئے۔ گذشتہ جنوری میں صوبہ قندھار کے ضلع پنجواں کے کھٹ تلی کمشنر حاجی فضل الدین کو قتل کیا گیا۔ یہ شخص اپنے علاقے میں مجاہدین اور عام لوگوں پر ظلم کرنے اور اپنے غیر ملکی آقاؤں کی خدمت میں بہت مشہور تھا۔

یہ واقعات اور دشمن کا گرا ہوا مورال اس بات کو واضح کرتا ہے کہ حملہ آور فوجیوں کی ہلاکتوں اور زخمیوں کی تعداد بہت زیادہ ہے اور دشمن تسلیم کرے یا نہ کرے بہر حال جنوری کا مہینہ تباہی اور ہلاکت کے اعتبار سے ان پر بہت بھاری رہا۔

بے شک ان کے ماننے یا نہ ماننے سے مجاہدین پر کوئی منفی اثر نہیں پڑتا کیونکہ وہ ایمان و اخلاص کی بنیاد پر اللہ سبحانہ تعالیٰ کی طرف سے فتح پر کامل یقین

فارسی کا ایک مقولہ ہے کہ ”سالی کہ کلوست از بھارش پیدا است“، یعنی سال کی خوش قسمتی کا اندازہ اس کے آغاز سے ہی ہو جاتا ہے۔ امارت اسلامی افغانستان میں تو اسلامی ہجری کیلنڈر رائج ہے۔ لیکن ہم یہاں دشمن کے بارے میں اس کی زبان میں بات کریں گے۔ حالیہ جنوری کا مہینہ جو عیسائیوں کے لئے نئے سال کا آغاز تھا، افغانستان میں حملہ آور صلیبی افواج کے لئے ایک اور بد قسمت سال کا انتہائی بد قسمت آغاز ثابت ہوا اور انھیں جنوری میں بھاری جانی اور مالی نقصان کا سامنا کرنا پڑا۔ دشمن کے اپنی کامیابی اور مضبوطی اور مجاہدین کی کمزوری اور تقسیم کے سارے دعوے دھڑے دھڑے رہ گئے۔

سخت سردی اور برفباری کے باوجود اللہ سبحانہ تعالیٰ نے مجاہدین کو یہ توفیق عطا فرمائی کہ وہ جہاد کے میدانوں کو اسی طرح گرم رکھیں اور دشمن پر قاتلانہ اور کمر توڑ وار کرتے رہیں۔

جنوری میں حملہ آور دشمنوں کی مجاہدین کے ہاتھوں ہلاکتوں کا سلسلہ اس وقت شروع ہوا جب تین تاریخ کو ان کا ایک فوجی افغانستان کے جنوب میں مجاہدین کا نشانہ بنا۔ اس کے بعد ۱۵ جنوری کو ہلمند کے ضلع نادر علی میں دشمن کا ایک ہیلی کاپٹر مجاہدین کے ہاتھوں تباہ ہوا اور اس میں سوار تمام فوجی واصل جہنم ہوئے، جبکہ دشمن نے ہمیشہ کی طرح کمر و فریب جاری رکھتے ہوئے صرف تین فوجیوں کی ہلاکت کا اعتراف کیا۔ اسی دن صوبہ لوگر کے مرکز میں ایک جاسوسی طیارہ اور ضلع برکی برک میں ایک ہیلی کاپٹر مجاہدین کا نشانہ بنا۔ اسی طرح ۲۲ جنوری کو جنوبی افغانستان میں ایک ہیلی کاپٹر مار گرایا گیا جس میں سوار ۶ فوجی ہلاک ہو گئے۔

۲۲ تاریخ کو ہی صوبہ بدخشاں کے ضلع ارغش میں بھی ایک ہیلی کاپٹر گرایا گیا۔ دشمن کے جہازوں کو گرانے کا یہ سلسلہ جاری رہا اور ۲۸ جنوری کو غزنی میں مجاہدین نے ایک اور جاسوس طیارہ مار گرایا۔

اس طرح رواں سال کے پہلے مہینے میں دشمن کی ہلاکتوں کی تعداد ۳۴ ہے جس میں سے ۲۶ امریکی تھے۔ اس ایک مہینے میں ملک کے مختلف علاقوں میں دشمن کے سات جہاز اپنے سواروں سمیت تباہ ہوئے۔

رکھتے ہیں اور انشاء اللہ جہاد فی سبیل اللہ کو اس وقت تک جاری رکھیں گے جب تک کفار کا ایک بھی فوجی افغانستان کی مسلم سرزمین پر موجود ہو۔ دشمن کا نقصان کم ہو رہا ہے یا زیادہ مجاہدین اس بات سے بخوبی واقف ہیں اسی لئے ان کے حوصلے بلند ہیں۔

فروری کے مہینے میں!

سال رواں اپنے شروع کے مہینوں میں درندہ صفت اتحادی افواج اور کٹھ پتلی افغان حکومت کی اُمیدوں کے خلاف نیک تمناؤں سے بھرپور پیغامات لایا ہے۔ مجاہدین بھی اللہ کی تائید اور نصرت سے نئے سال سے جڑی کامیابیوں سے بھرپور مضبوط موقف لیکر سامنے آئے ہیں جس کی مثال پچھلے برسوں میں نہیں ملتی۔ غیر ملکی افواج پر جنوری کے بعد ماہ فروری بھی بھاری گزرا۔ اُن کو پچھنے والے نقصانات کا ایک جائزاتی رپورٹ پیش خدمت ہے۔ واضح رہے کہ اس تحریر میں دشمن کے صرف اُن نقصانات کا ذکر کیا جا رہا ہے جن کا انہوں نے خود اعتراف کیا ہے ورنہ ان کے جانی و مالی نقصانات کی فہرست اس سے کہیں زیادہ طویل ہے۔ غیر ملکی فوجیوں کی ہلاکتیں:

فروری کے مہینے میں دشمن نے اپنے چوبیس فوجیوں کی ہلاکت تسلیم کی ہے جس میں سولہ امریکی فوجی ہلکار اور آٹھ اتحادی ہلکار تھے، جبکہ پچھلے سال فروری میں انہوں نے اپنے 38 فوجیوں کی ہلاکتوں کا اعتراف کیا تھا۔ ان کے ساتھ اب تک دشمن کے مرنے والے فوجیوں کی تعداد ان کے بقول 2905 کو پہنچی ہے جن میں سے 1808 امریکی فوجی ہیں۔

فروری میں غیر ملکی فوجیوں کی ہلاکتوں کی تعداد [2009 سے 2011 تک کے علاوہ] گزشتہ برسوں سے بہت زیادہ ہے، پھر بھی فروری میں غیر ملکی فوجیوں کی ہلاکتوں کی تعداد میں کمی کی دو وجوہات ہیں۔

1- صلیبی دشمن نے جنگی حکمت عملی کے تحت گزشتہ دس سالوں میں اپنے فوجیوں کی ہلاکتوں کی حقیقی تعداد کو چھپا کر رکھا ہے۔ خاص کر 2011ء اور رواں سال 2012ء میں (اپنی بدترین شکست پر پردہ ڈالنے کی خاطر) ان کی تصدیق شدہ ہلاکتوں کی تعداد ان کی حکمت عملی کے مطابق نہیں مگر یہ اعتراف بھی اس لیے کیا گیا ہے کہ ہلاکتیں بازاروں اور مشہور جگہوں پر ہوئیں جن کا ان کے لیے چھپانا ممکن نہیں تھا۔

2- دوسرا سبب موسم سرما کی شدید سردی اور امریکی فوجیوں کے ساتھ ہمیز کی کمی تھی۔ تفصیلات کے مطابق کوئی فوجی ہلکار نیمبر ڈالے بغیر اپنے اڈے سے

باہر نکلنے یا گشت کرنے کی طاقت نہیں رکھتا، یہ سب مجاہدین کے دباؤ کا زور ہے جنہوں نے جارحیت کی مرتکب قوتوں پر وقت اور زمین کو تنگ کر دیا ہے۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ گزشتہ ماہ ایک امریکی لیفٹیننٹ جنرل تریس ہیلڈن کی اچانک موت واقع ہوئی جو افغانستان میں تین ماہ سے وحشی خدمات انجام دے رہا تھا۔ وہ مزید افغانستان کی سنگین صورتحال کا سامنا کرنے کی سکت نہ رکھ سکا اسی وجہ سے پانچ فروری کو دم توڑ گیا اور اچانک مردار ہوا۔

صلیبی قوتوں کے مالی نقصانات:

فروری میں دشمن کے سینکڑوں ٹینک، فوجی اور مال بردار گاڑیاں تباہ ہونے کے علاوہ سات ہڈ والے جہاز بھی مار گرائے گئے۔ پہلے واقعہ میں چھ فروری کو مشرقی افغانستان میں ایک ہیلی کاپٹر مار گرایا مگر صلیبی دشمن نے فوجی ہلکاروں کی ہلاکتوں کی تعداد نہیں بتائی۔ اسی طرح فروری کی گیارہ تاریخ کو دوسرا ایلی کاپٹر صوبہ زابل کے مضافات میں مار گرایا گیا جس میں صرف چار تاجک حکام کی ہلاکتوں کا اعتراف کیا گیا اور ان ہلاکتوں کو سرحد پار قرار دیا گیا۔

پندرہ فروری کو صوبہ ننگرہار میں ایک ڈرون طیارہ گرایا گیا۔ نیز فروری کی اٹھارہ تاریخ کو دشمن کا ایک ہیلی کاپٹر دارالحکومت کابل کے ضلع سروبی میں گر کر تباہ ہوا۔ کٹھ پتلی حکومت کے ضلعی کمشنر نے ہلاکتوں کی تصدیق کی مگر صلیبی قوتوں نے اس پر آج تک چپ کا روزہ رکھا ہے۔

اٹھارہ فروری کو ایک چھوٹا طیارہ افریقہ کے جیبوٹی نامی ایک ملک میں گر کر تباہ ہوا جس میں افغانستان سے جانے والے چار امریکی فوجی بھی ہلاک ہوئے۔ چھبیس فروری کو شمالی وزیرستان میں بھی ایک ڈرون طیارہ مار گرایا گیا۔ فروری میں گرایا جانے والا آخری طیارہ چینوک ہیلی کاپٹر تھا جو مجاہدین نے صوبہ نورستان کے دواب کے علاقے میں مار گرایا مگر دشمن نے ہلاکتوں پر خاموشی اختیار کی۔ دشمن کی طرف سے ملنے والے نقصانات:

رواں سال کا فروری بھی گزشتہ برسوں اور مہینوں کی طرح صلیبی اور خونخوار قوتوں کے ہاتھوں عام افراد اور نہتے افغانوں کی شہادتوں سے لبریز رہا۔ پہلا واقعہ فروری کی نو تاریخ کو اس وقت پیش آیا جب دشمن نے حسب روایت صوبہ کاپیسا کے ضلع نجراب میں فضائی حملہ کیا اور آٹھ معصوم بچوں کو شہید کر دیا گیا۔ درندہ صفت دشمن نے اپنی جارحیت کا اعتراف کرتے ہوئے معافی مانگی جو کٹھ پتلی افغان حکومت کی جانب سے کسی رد عمل کے بغیر قبول کی گئی اور حسب سابق تحقیقات کے لیے واقعہ کو کمیٹی کے حوالے کر دیا تاکہ وہ واقعہ کو وقت گزرنے کے

ساتھ بھلا دیں۔

یہ واقعہ اس وقت پیش آیا جب امریکی لوٹری اقوام متحدہ نے عام شہریوں کی ہلاکتوں پر ایک رپورٹ پیش کی جس میں ملکی افراد کی ہلاکتوں کا ذمہ دار طالبان کو ٹھہرایا گیا۔

صلیبی درندوں کے ہاتھوں وحشیانہ حملوں میں ملکی افراد کی ہلاکتوں کا سلسلہ روز کا معمول بن چکا ہے مگر سب سے زیادہ وحشیانہ واقعہ میں اکیس فروری کو تعلیم دوستی کے نام نہاد دعویداروں نے صوبہ ننگرہار کے ضلع خیوہ میں ایک اسکول پر فضائی حملہ کیا جس میں بے بس افغان حکومت کے ترجمان کے مطابق اسکول کے آٹھ بچے اور ایک استاد زخمی ہوا۔

نظریاتی جنگ اور اسلامی شعائر کی توہین:

قابض قوتوں نے جنگ جاری رکھنے کے ساتھ ساتھ ہمارے اہم اسلامی مقدس شعائر اور افغان تہذیب کی توہین کرنے کا سلسلہ بھی شروع سے آج تک پوری شدت کے ساتھ جاری رکھا ہوا ہے۔ جنوری میں مقدس شہداء کے جسوں کی توہین کی گئی۔ اسی طرح فروری میں وحشی درندوں نے بگرام ایئر بیس پر قرآن کریم کو آگ لگا کر جلادیا۔ اگرچہ ان کی اس ناپاک جسارت پر نام نہاد کٹھ پتلی حکومت کی طرف سے معمولی سا رد عمل سامنے آیا مگر عوامی قہر و غضب نے انقلاب برپا کیا۔

قرآن پاک کی توہین اور جلانے کے رد عمل میں بارہ غیر ملکی اہلکار جہنم رسید ہو گئے جس سے ہلاکتوں کی تعداد بڑھ کر چھتیس ہو گئی۔ عوامی رد عمل کے نتیجے میں فروری کے آخر تک کم از کم تیس کے لگ بھگ ملکی افراد اور مزدور افغان سیکورٹی فورسز کی ظالمانہ فائرنگ کا شکار ہو کر شہید ہو گئے۔

غیر ملکی فوجیوں سے بڑھنے والی عوامی نفرت:

پیارے وطن افغانستان میں صلیبی قوتوں کی ایک دہائی سے موجودگی، سربریت اور ہمارے اسلامی اور تاریخی مقدسات کی توہین سے عوام میں نفرت اور غضب برپا ہوا۔ افغانستان نے جسارت سے بھرپور واقعات کا مشاہدہ کیا اور فروری میں درج ذیل واقعات رونما ہوئے۔

ماہ فروری کی بیس تاریخ کو کابل کی نام نہاد پیشل آرمی میں شامل ایک مجاہد اہلکار نے قندھار کے سپین بولدک میں رائل اٹھا کر فائرنگ کر کے تین غیر ملکی فوجیوں کو موقع پر ہی موت کے گھاٹ اتار دیا اور دو کو شدید زخمی کر دیا۔ ہلاک ہونے والے فوجیوں میں سے ایک البانوی تھا جو سی آئی اے کے لیے ایک امریکی این جی اوز میں ڈیوٹی انجام دے رہا تھا۔ یہ کسی البانوی فوجی کی پہلی ہلاکت تھی

جس نے افغانستان کی ایک دہائی سے جاری جنگ میں اپنی جان گنوائی۔ فروری میں افغانستان نے عوامی احتجاج اور بڑے مظاہروں کا مشاہدہ کیا جو قرآن پاک کی بے حرمتی کے خلاف شہروں میں ہوئے۔ اس کے ساتھ 23 فروری کو صوبہ ننگرہار کے ضلع خوست میں ایک حساس جرأت مند افغان فوجی اہلکار نے اندھا دھند فائرنگ کر کے دس امریکی وحشی فوجیوں کو قرآن پاک کی بے حرمتی کی پاداش میں جہنم رسید کر دیا اور موقع سے فرار ہونے میں کامیاب ہوا۔ یاد رہے کہ مذکورہ واقعات میں امریکا نے صرف دو فوجیوں کی ہلاکتوں کی تصدیق کی ہے۔

پچیس فروری کو ایک اور حساس افغان (جو مزید غلامی برداشت نہ کر سکا) نے وزارت داخلہ کے دفتر میں دو اعلیٰ امریکی عہدیداروں کو فائرنگ کر کے قتل کیا جس کے نتیجے میں غیر ملکی آقاؤں اور کٹھ پتلی افغان حکومت کے درمیان اعتماد کی فضا ختم ہو گئی اور تمام افغان محکموں سے اپنے مشیروں کو نکال لیا۔ بد اعتمادی کے سلسلے میں امریکی کانگریس کے وفد نے افغان کٹھ پتلی حکومت اور پارلیمنٹ کی مخالفت کے باوجود دیہاتوں میں عام ملکی افراد گرفتار کرنے کے لیے رات کی تاریکی میں گھروں پر چھاپے مارنے کی تاکید کر دی۔ مذکورہ وفد کی تاکید نے بے اختیار کابل حکومت اور بیرونی جارحی قوتوں کے ماتحت نام نہاد پارلیمنٹ کی بے بسی پر مہر تصدیق ثبت کر دی۔

تاریخ رقم کرنے والے مردِ حر کی شہادت:

ماہ فروری تمام تر کامیابیوں کے ساتھ شہید الحاج ملا عبید اللہ کی مظلومانہ شہادت کی خبر بھی دیتا ہے جو پاکستان کے ایک جیل میں شہید ہو گئے۔ اگر ایک طرف شہید کی شہادت ایک بہت بڑا نقصان ہے تو دوسری طرف اس سے ملی اسلامی جدوجہد کے برحق ہونے پر تائید کی مہر ثبت ہوئی ہے جو کہ اسلام کے دوسرے تاریخی انقلابات کے ساتھ گزشتہ دس سالوں سے جاری ہے۔ قربانیوں کی لازوال تاریخ رقم کرنا، جیل جیسی مشقتیں برداشت کرنا، شہید اور زخمی ہونا جہاد فی سبیل اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔ ملا عبید اللہ ان تمام نشانیوں سے بہرہ ور ہو کر اپنے رب کے سامنے سرخرو ہوئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون



جب افغان خون کے

سیلاب میں بہہ گئے

وارلارڈز اور چیک

پوسٹوں کی حکمرانی ملکی

حیات کی فضا پر مسلط ہوئی تو

اقوام متحدہ کے پاس اس بحران کا کوئی علاج تھا اور نہ ہی کسی

اور ملک یا فرد کے پاس۔ افغانوں کی سمجھ میں بھی نہیں آ رہا تھا کہ اس گردآب

سے کس طرح نکلا جائے؟ اس وقت افغان عوام کی قیادت کی ذمہ داری عالی

قدر امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد حفظہ اللہ کے کاندھوں پر آئی اور ان کی صورت

میں مصیبت زدہ افغان قوم کو اُمید کی ایک کرن دکھائی دینے لگی۔ تنظیمی

جنگیں ختم ہوئی، بیوروں کی چیک پوسٹیں، اغواء برائے تاوان اور ایذا رسانی

کا سلسلہ رکا۔ امارت اسلامیہ کے دور حکومت میں ایک جانب افغانستان

نے امیر المؤمنین کی مدبرانہ قیادت کے تحت دیگر ممالک کے اندرونی

معاملات میں دخل اندازی نہ کرنے کی پالیسی اپنائی، تو دوسری طرف عالمی

مستکمرین کے ناجائز مطالبات اور تجاوز کو بھی آنکھیں بند کر کے نہیں مانا گیا

بلکہ اصول کو مقدم رکھتے ہوئے اس پر عمل کیا گیا۔

جب نیویارک کے واقعہ کو بہانہ بناتے ہوئے امریکی فوجوں نے بی 52

طیاروں کے ذریعے افغانستان پر جارحیت کی تو عوام حیران اور پریشان

تھے، انہی حالات میں امیر المؤمنین نے توکل، افغانی شہامت اور باطل

کے خلاف حق کی کامیابی کی یقین کے ساتھ افغانستان میں امریکا اور اس کے

مقامی ایجنٹوں کے خلاف مسلح مزاحمت کا آغاز کیا۔

خالی ہاتھوں سے امارت اسلامیہ کے مجاہدین کو عالمی مستکمرین

متجاوزین اور ان کے جدید ٹیکنالوجی کے مقابلے میں بیدار اور منظم کیا۔

امیر المؤمنین اور ان کے ساتھیوں کی اسی استقامت، شہامت اور توکل کے

نتیجے میں آج دنیا کی تاریخ اور سیاسی ساخت بدلنے کو ہے۔

دس سال قبل واشنگٹن دعویٰ کر رہا تھا کہ دنیا ایک قطبی ہے، یعنی امریکا جب بھی، جہاں چاہے دیگر ملکوں پر حملہ کر سکتا ہے اور ان کے نظاموں کو بدل سکتا ہے۔ لیکن اب دنیا کتنے قطبوں میں بٹ چکی ہے؟ اس کا اندازہ لگانا خود امریکہ کے لئے بھی مشکل ہے۔ امریکا کا غرور خاک میں مل چکا ہے۔ اگر امیر المؤمنین کی پروقا اور غیر متزلزل قیادت کے تحت امارت اسلامیہ کے مجاہدین کی قربانی اور جہادی کوششیں نہ ہوتیں، تو آج بھی دنیا میں استعمار کا خوف اسی شدت و قوت سے برقرار رہتا۔ انگریزوں نے تین بار افغانیوں سے جنگ لڑی ہے اور الحمد للہ تینوں مرتبہ ہی شکست سے دوچار ہوئے ہیں۔

افغانوں نے سرخ رپچھ کی فوج کو بہادری سے شکست دی لیکن اُن کا مرانیوں اور قربانیوں کے باوجود بھی افغانستان میں اسلامی نظام قائم ہوا اور نہ ہی ایسا معاشی نظام وجود میں آیا جو عوام کی زندگی میں مثبت تبدیلیاں اور امن و خوشحالی لاسکتا۔

امیر المؤمنین کی ذمہ داری سنبھالنے کے بعد انہوں نے خانہ جنگی کے شکار افغانستان کو امن و سکون کا گہوارہ اور مجرموں اور جرائم کے لیے نوگوار بنادیا۔ اب بھی امیر المؤمنین کا پختہ ارادہ ہے کہ افغانستان میں جاری جہاد کے نتیجے میں ایک ایسا اسلامی نظام قائم کیا جائے جو نہ صرف عوام کی مادی و معنوی ضروریات کو پورا کر سکے اور افغان قوم دیگر ممالک کے ساتھ ترقی کی راہ پر گامزن ہو، بلکہ علم، انصاف اور اخلاق کے میدان میں بھی عالمی برادری کے لیے ایک اچھا نمونہ ہو۔

ملک کے موجودہ سخت حالات میں امیر المؤمنین حفظہ اللہ نے فوری مصالحت کی بجائے عزم کر رکھا ہے کہ مجاہدین کی قربانیوں سے وجود میں آنے والے اسلامی نظام کے قیام اور معاشی امن سے تمام مجاہدین اور عوام مستفید ہو جائیں۔ اس میں کوئی شک نہیں، کہ اس میدان میں مشکلات، مسائل موجود ہیں، لیکن امیر المؤمنین حفظہ اللہ نے اپنے فیصلے سے ظاہر کر دیا ہے کہ افغان اپنے فیصلے خود اور دین، ملک اور قوم کے مفاد میں کرتے ہیں جو تمام افغانوں اور مجاہدین کے لیے تاریخی فخر کی بات ہے۔ اس سے امیر المؤمنین کے تدبیر، استقامت، شہامت اور فکری استقلال کا بھرپور اظہار ہوتا ہے۔☆☆☆

بیرونی غاصبوں کا ایک اور وحشت ناک عمل

افراد کو دہشت گردی کے جھوٹے الزام میں شہید نہ کرتے ہوں۔ یہ کونسا تمدن..... کونسی جمہوریت..... اور کہاں کے انسانی حقوق ہیں؟

افسوس کا مقام تو یہ ہے کہ اب تک ملک کے مختلف صوبوں میں کابل کٹھ پتلی انتظامیہ کے پولیس اہلکاروں کی جو خود کو مسلمان بھی کہتے ہیں، براہ راست فائرنگ سے درجنوں ہم وطن شہید ہو چکے ہیں۔ وہ اہل وطن جو صرف اور صرف قرآن کریم کی بے حرمتی کے خلاف اس وحشت ناک عمل کی مذمت کی خاطر گلی کوچوں میں پر امن احتجاج کے لئے نکل آئے تھے۔ اس عمل کی کون سی توجیہ کی جاسکتی ہے؟ اسی وجہ سے ہم ان قابض امریکی اور اس کے اتحادیوں سے کہتے ہیں کہ اگر تمہارا خیال ہو کہ اس طرح کے قبیح فعل سے تم افغان مسلم و مجاہد قوم کے جذبات کو کمزور کر سکو گے تو یہ تمہاری دوسری بڑی غلطی ہوگی۔ اس سے ظاہر ہے کہ تمہارا یہ قبیح عمل تمہاری ناکامی اور پست حوصلے کی نشاندہی کر رہا ہے۔ اور امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے ہمیشہ کفار کی گستاخی کا جواب معرکے کے میدان میں دیا ہے۔

نیز اگر تم جنگ کی پالیسی پر زور دے رہے ہو اور اس نوعیت کے وحشت ناک عمل سے اس کے لئے راہ ہموار کر رہے ہو، اور تمہارے مقامی کاسہ لیس تمہارے ہی اشاروں سے پر امن مظاہرین پر فائرنگ کر رہا ہے، تو تمہیں سمجھ لینا چاہیے کہ امارت اسلامیہ کے مجاہدین اپنے دین، ملک اور قوم کے شانہ بشانہ کھڑے ہیں۔ جو وسیع جنگی تجربات اور بلند بالا حوصلوں سے مزین ہیں۔ وہ تجربات اور حوصلے جن کی شہادت گذشتہ دس برس سے دشمن بھی دے رہی ہے۔

تمہیں یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ تمہارا انجام بھی سرخ رپچھ سے مختلف نہیں ہوگا۔ ان شاء اللہ۔

حسب عادت جارج امریکی فوج نے ایک بار پھر ناقابل معافی جرم کا ارتکاب کیا ہے، ایسا جرم جس سے نہ صرف افغانوں بلکہ عالم اسلام کو شدید دھچکا لگا ہے، امریکی فوج دسیوں مرتبہ قرآن کریم اور دیگر اسلامی کتب کی اہم تحفے قبیح عمل کا مرتکب ہو چکی ہے۔ جسے بعد میں غلطی کہہ دی جاتی ہے، یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ جارج امریکی افغانستان پر دس سالہ قبضہ گیری کے باوجود افغانوں کے دینی مقدسات اور کلچر سے واقف نہ ہوں اور یا انہیں یہ نہ بتایا چکا ہو کہ مذہبی مقدسات کس عظمت و احترام کے لائق ہیں؟

کیا وہ نہیں جانتے کہ قرآن کریم کائنات کے واحد مالک کا کلام اور تمام انسانیت کے لئے رہنما کتاب ہے؟ کیا یہ بھی انہیں معلوم نہیں کہ انہیں دینی کتب سے کس طرح کا معاملہ رکھنا چاہئے۔ یہ بھی ناقابل قبول ہے کہ امریکی فوجی زندگی بھر ہر قسم کی دینی اہمیت سے بے خبر اور دور رکھے جا چکے ہو، جس کے نتیجے میں یہ ظالمانہ اور وحشت ناک عمل رونما ہوا۔ کیا اسے غلطی تصور کیا جاسکتا ہے کہ غاصب امریکی فوجیں چند ماہ بعد ایک بار تمام مذہبی و انسانی اقدار کی خلاف کوئی ناقابل معافی عمل کا ارتکاب کرتے ہیں؟ اور انہیں اس کی سزا بھی نہیں دی جاتی۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی جمہوریت، آزادی بیان و آزادی مذہب اور مختلف النوع چیخ و پکار صرف اور صرف بے مقصد اور درغلانے والے نعروں کے سوا کچھ بھی نہیں کیونکہ عالمی برادری اور اہل وطن گواہ ہیں کہ عمل میں ان سے عدل و انصاف کے خلاف بر ملا تجاوز کرنے والا اور انسانی حقوق کی زیادہ خلاف ورزی کرنے والا اور کوئی نہیں۔

کوئی شب ایسی نہیں گزری جس میں وحشی فوجیں گاؤں اور بستیوں میں وحشت کا مظاہرہ کرتے ہوئے بچوں، عورتوں، نوجوانوں اور عمر رسیدہ

امریکہ کے لئے ذلت کا سال

کیے گئے جن میں کثیر تعداد میں کھ پتلی حکومت کے وہ اعلیٰ فوجی اور سیاسی عہدیدار قتل ہوئے جو اس نظام کے ستون مانے جاتے تھے۔

بے شک یہ وہ کامیابیاں تھیں جو اس سال کے دوران مجاہدین کے حصے میں آئیں اور جنہوں نے دشمن کے عزم اور ہمت کو خاک میں ملا دیا۔

۲۰۱۱ میں مجاہدین نے جہاں عسکری محاذ پہ اپنی فوجی قوت کو منظم کرتے ہوئے ڈٹ کر دشمن کا مقابلہ کیا وہاں سیاسی حوالے سے بھی کئی اہم اہداف حاصل کئے۔ طالبان ایک منظم سیاسی قوت کے طور پر ابھرے اور دنیا کے سامنے اپنے مطالبات مثبت انداز میں پیش کئے۔ اس سلسلے میں قطر میں امارت اسلامیہ افغانستان کے نام سے ایک سیاسی دفتر کا قیام مجاہدین کی ایک عظیم کامیابی ہے۔

گزشتہ سال کی جنگی اور سیاسی صورتحال نے افغانی عوام اور خود امریکہ پر بھی اس بات کو عیاں کر دیا ہے کہ افغانستان میں اب مزید فوجی بمعاشی نہیں چل سکتی اور ان کی مکروہ چالیں چلنے کا دور گزر چکا ہے۔

۲۰۱۱ میں بھاری جانی و مالی نقصان اور قدم قدم پہ ناکامیاں یہ واضح کرتی ہیں کہ امریکی حکام کے پاس آئندہ افغانستان میں جنگ پھیلانے اور گرمانے کا کوئی مؤثر منصوبہ اور جنگی حکمت عملی نہیں ہے۔ لہذا وہ یہ چاہتے ہیں کہ اپنے فوجی قوت کے انخلاء کے لئے کوئی باعزت طریقہ اور بہانہ ڈھونڈے اور خود کو ذلت آمیز شکست سے بچاسکیں..... لیکن ایسا ہوتا نظر نہیں آ رہا اس لئے کہ ذلت اب امریکیوں کا مقدر بن چکی ہے۔

☆.....☆.....☆

امریکی حکام اگر حقائق سے چشم پوشی نہ کریں تو انہیں برملا یہ اعتراف کرنا پڑے گا کہ ۲۰۱۱ ان کے لئے کٹھن اور بھیانک شب و روز سے بھرپور سال تھا۔

امریکی صدر (باراک اوباما) نے سال کے آغاز میں امریکی عوام سے یہ وعدہ کیا تھا کہ رواں سال کے آخر تک وہ طالبان کی مزاحمت ختم کر کے ان کی قوت توڑ دیں گے۔ اس کے گمان میں تھا کہ جنگ کامیابی کی جانب گامزن ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے ایک نمائشی صلح کا ڈھونگ بھی رچانا شروع کیا تا کہ وحدت مجاہدین کو دھچک پہنچا کر ان کی صفوں میں دراڑ اور تفرقہ ڈالیں۔

لیکن اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرت کے اعجاز اور مقدس خون کی برکت سے زمینی حقائق اس سے بالکل مختلف رہے۔ باراک اوباما کے تمام دعوے اور گمان الٹ ثابت ہوئے اور ہر موڑ پہ فتح اور کامیابی مجاہدین کا مقدر بنی۔

۲۰۱۱ کے دوران امریکیوں کو اتنا جانی نقصان اٹھانا پڑا جس کی مثال پچھلے دس سالوں میں نہیں ملتی۔ اس سال ان کے اتنے بیش قیمت ہیلی کاپٹر گرائے گئے کہ مغرور دشمن نے کبھی سوچا تک نہ تھا کہ یہ ہیلی کاپٹر ان ہی دست طالبان کا نشانہ بنیں گے اور پے در پے گرا دیئے جائیں گے۔ مضبوط اور فولادی امریکی اڈوں پر متعدد کامیاب حملے کیے گئے۔ ایسے ایسے امریکی مراکز زمین بوس ہوئے جن کے متعلق امریکیوں کو زعم تھا کہ وہ ناقابل تسخیر ہیں اور ان کے ارد گرد ایک کلومیٹر دور تک پرندہ بھی پر نہیں مار سکتا۔

اسی طرح اس سال کے دوران قندھار جیل پر مجاہدین کی کامیاب کارروائی ایک بڑی فتح ہے۔ کابل میں بھی بہت سے بڑے اور کامیاب حملے

گزشتہ چند دنوں سے قابض افواج کی اندھا دھند بمباریوں اور حملوں سے کاپیسا، ننگر ہار اور غزنی میں نوخیز بچے شہید ہوئے۔ ان مظلوم بچوں کی تصاویر ذرائع ابلاغ کے بعض عالمی اداروں نے بھی شائع کیں، جنہیں دیکھ کر ہر انسان کا دل دکھتا ہے۔

یہ واقعات ایک ایسے وقت میں پیش آئے جب گزشتہ ہفتے اقوام متحدہ کی ایک رپورٹ میں سویلین ہلاکتوں کا امارت اسلامیہ کے مجاہدین کے ذمے ڈالا گیا اور اس رپورٹ میں بیرونی قابضین کو تقریباً بری کر دیا گیا۔

یہ بات یقینی ہے کہ قابضین اس جرم پر بھی ماضی کی طرح آنکھیں بند کر لیں گے، نہ تو اس جرم کے مرتکبین کو عدالت میں لایا جائے گا اور نہ ہی ان کو سزا ملے گی۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر کوئی یہ بات کہہ دے کہ وہ جمہوریت کے لیے کام کر رہا ہے، تو کیا اسے یہ سند دی جاسکتی ہے کہ وہ معصوم بچوں اور بوڑھوں کا خون بہائے، گھروں، گاؤں دیہات، باغات اور ہرے بھرے کھیتوں کو صفحہ ہستی سے مٹائے؟ کیا پوری دنیا اس کام میں اس کی معاون اور حمایتی ہے یا پھر یہاں اس سے بڑا کوئی انسانی معیار ہے؟ کیا انسانی حقوق کے عالمی اداروں کو یورپ اور امریکا میں بسنے والے ہی انسان نظر آتے ہیں اور دنیا کے دوسرے لوگوں کے خون کی ان کے نزدیک کوئی اہمیت نہیں؟ اگر ایسا نہیں تو پھر اس بارے میں اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کے ادارے کی طویل خاموشی کا کیا مطلب ہے؟ تاریخ گواہ ہے کہ افغان نہ تو کبھی تو واٹھلٹن گئے ہیں جہاں ان کی قومی خود مختاری اور آزادی کو سلب کیا ہوا اور نہ لندن۔ بلکہ لندن، ماسکو اور واشنگٹن سے آئے ہوئے قابضین نے ہماری خود مختاری کو سلب کیا ہے اور ہمارے دینی اقدار کو پاؤں تلے روندھا ہے۔

عجیب بات یہ ہے کہ ایک جانب ان ہی یورپی ممالک اور امریکا میں وہ لوگ جو ماضی میں غیر ملکی قابضین کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے اور ان کے خلاف جنگیں لڑیں، وہ قومی ہیروز کے نام سے یاد کیے جاتے ہیں، ان کی برسیاں منائی جاتی ہیں، لیکن یہاں پر آزادی مانگنے والے غازیوں کو دہشت گرد قرار دیا جاتا ہے، کون دہشت گرد ہے اور کون نہیں؟ ہر کوئی اس سے اچھی طرح سے واقف ہے۔

اسی طرح افسوس کا مقام ہے کہ ملک کے سپوت اسی عنوان تلے بگرام اور دیگر ممالک کی جیلوں میں تکالیف اور مصائب کی شب سحر کر رہے ہیں۔ انسانی حقوق

کے قوانین کے علی الرغم ان کو تار چر کر کے شہید کیا جاتا ہے، صرف اس بہانے پر کہ وہ ملک میں بیرونی قبضے کو نہیں مانتے، ہم ان سے پوچھتے ہیں کہ اگر تمہارے ملک پر قبضہ ہو جائے تو تم کیا کرو گے؟ کیا اپنے ملک کی آزادی اور دینی اقدار کی بلندی کے لیے جدوجہد کو جرم قرار

کیا یہ دہشت گردی نہیں؟

دے دو گے؟

قوم پرست افغانوں اور عالمی برادری سے بھی کہنا چاہتے ہیں کہ قابضین کے خلاف موجودہ جہاد کے راہرو آج کے غازی اور تاریخ کے امر ہیں، اس بات کی اجازت مت دو کہ یہ امر لوگ دہشت گردی کے بے بنیاد عنوان تلے جیلوں میں جھک کر شہید کیے جائیں۔ ان کے حق میں قلم و زبان دونوں کے ذریعے آواز بلند کرنا سب کی اسلامی اور اخلاقی ذمہ داری ہے۔ لوگوں کے جان و مال اور آبرو کی حفاظت جہاد کے اہم اہداف میں سے ہے۔

انہیں سوچو رانوں میں طالبان کی اسلامی تحریک کے ظہور کا ایک بہت بڑا سبب یہ تھا کہ افغانستان میں عام شہری غیر ذمہ دار مسلح افراد کی جانب سے قتل ہوتے تھے۔ عوام کے مال و آبرو کو لوٹا جاتا، لیکن شکایت اور انصاف کے لیے کوئی مرجع موجود نہیں تھا، ہر ایک جنگی سردار کا مزاج اسی کا قانون ہوا کرتا تھا، ملک عملیاتی طوائف اہللوگوں کے درمیان تقسیم ہو چکا تھا اور اسی کے نتیجے میں ملک کی وحدت کو شدید خطرات لاحق ہو گئے تھے۔ آج بھی عام شہریوں کی جان و مال کی حفاظت امارت اسلامیہ کے مجاہدین کی ایک اہم ذمہ داری ہے اور اس حوالے سے امارت اسلامیہ کے مجاہدین کے خلاف اقوام متحدہ کے الزامات ایک سیاسی حربہ اور مغرب کے ذرائع ابلاغ کی جنگ کا ایک حصہ ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ امارت اسلامیہ افغانستان کی قیادت عام شہریوں کی ہلاکت کو روکنے کو انتہائی سنجیدگی کے ساتھ دیکھ رہی ہے اور اسی بابت عزت مآب امیر المومنین حفظہ اللہ نے سال 1432ھ کو عید الفطر کے پیغام میں فرمایا تھا: ”عام شہریوں کے ساتھ معاملات میں انتہائی محتاط رہیں، اچھے اخلاق

کرتے ہیں اور پیسوں کے لیے لوگوں کو اغوا کرتے ہیں اُن کا سختی سے راستہ روکیں۔ اور اگر ایسے لوگ ہاتھ لگ جائیں تو ان کو شرعی سزا دیں۔ لوگوں کے جان و مال کی حفاظت جہاد کے اہم اہداف میں سے ہے۔“

اور اسی سال عید الاضحیٰ کے موقع پر حضرت امیر المومنین حفظہ اللہ نے اپنے پیغام میں کہا تھا”

جس علاقے میں مجاہدین یا نامعلوم افراد کی جانب سے عام شہریوں کو نقصان پہنچے تو اس بابت متعلقہ ادارے اور میڈیا سیل اپنے ذرائع سے معلومات حاصل کر لے اور وقتاً فوقتاً اسے تحریری شکل میں قیادت کے سامنے پیش کریں“

محترم امیر المومنین کی جانب سے مندرجہ بالا ہدایات امارت اسلامیہ افغانستان کی داخلی پالیسی کا حصہ ہیں اور اس پالیسی کی رو سے امارت اسلامیہ افغانستان نہ صرف یہ کہ عام شہریوں کی ہلاکت کی مذمت کرتی ہے بلکہ امارت اسلامیہ افغانستان کے تمام مجاہدین عوام کی جان و مال اور آبرو کی حفاظت کے مکلف ہیں اور اسی طرح اسلامی اور انسانی حوالے سے، دنیا کے کسی بھی حصے میں عام بے گناہ افراد کی ہلاکت چاہے وہ حکومتوں کی جانب سے ہو یا تنظیموں کی طرف سے امارت اسلامیہ کے نزدیک یہ ایک ناجائز کام اور ظلم ہے اور اسلامی امارت اس طرح کے اقدامات سے اپنے آپ کو الگ سمجھتی ہے۔

انتہائی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ بعض ممالک اور عالمی ادارے سیاسی اہداف کی خاطر امارت اسلامیہ پر سوشلین ہلاکتوں کا الزام عائد کرتے ہیں۔ ان اداروں اور ممالک سے بھی اپیل ہے کہ وہ سیاسی مقاصد کے حصول کی خاطر امارت اسلامیہ کو ان معاملات میں نہ گھسیٹے جو امارت کی پالیسی سے مطابقت نہ رکھتے ہوں، بلکہ ان مظالم اور انسانیت سوز جرائم کو اُجاگر کرنا چاہیے جو افغانستان میں دہشت گردی کے نام پر جاری جنگ میں قابض افواج کے ہاتھوں بار بار وقوع پذیر ہو رہے ہیں۔

☆.....☆.....☆

اور اچھے رویے کے ساتھ لوگوں کے دلوں کو جیت لیں، ہمارے عوام مسلمان اور مجاہد ہیں اور اسلام کی خاطر انہوں نے سب سے زیادہ قربانیاں دی ہیں اور سب سے زیادہ مصائب برداشت کیے ہیں۔ معاشرے کے ہر فرد بوڑھے، جوان، بچوں اور خواتین کا احترام کریں۔ جب کبھی کسی کے بارے میں کوئی رپورٹ آئے تو سب سے پہلے اس کی مکمل چھان بین کر لیا کریں۔ غلط اور جانب دارانہ رپورٹوں کی بنیاد پر کسی کو تکلیف نہ پہنچائیں، عوام کے نیک مشوروں اور نظریات کا پورا احترام کریں، آپ جب عام لوگوں کے ساتھ معاملات کریں تو خود سے سوال کریں کہ اگر میرے پاس اسلحہ نہ ہوتا اور میں ایک عام فرد ہوتا تو میرا لوگوں کے ساتھ کس طرح کا رویہ ہوتا؟ یا جس شخص کا میں سامنا کر رہا ہوں اگر اس کی جگہ میرا باپ، بھائی یا کوئی دوسرا قریبی رشتہ دار ہوتا تو اس کے ساتھ میں کس طرح کا معاملہ کرتا؟ مجاہدین کو چاہیے کہ وہ ہر حال میں عوام کے ساتھ عافیت اور مہربانی سے بھرپور رویہ رکھیں، اور کسی بھی صورت میں اپنے آپ کو لوگوں سے بالاتر اور طاقت ور نہ سمجھیں۔“

مزید فرمایا؛

”جب تک امارت اسلامیہ کی قیادت کی جانب سے کسی کام کا حکم نہ دیا جائے، یا صوبائی ذمہ داروں کی جانب سے اجازت نہ دی گئی ہو، اپنے طور پر لوگوں کو احکامات جاری نہ کریں یا ان پر پابندی مت لگائیں، یہ کام جہاد اور مجاہدین کی بدنامی کا سبب بنتے ہیں اور دشمن کو منفی پروپیگنڈے کا موقع ملتا ہے، اور اس طرح عوام اور مجاہدین کے مابین خلیج پیدا ہوتی ہے۔ اس حوالے سے پوری کوشش کریں کہ ملنے والے احکامات علاقے کے لوگوں اور علماء کرام کے باہمی مشوروں کے ساتھ نافذ العمل کریں۔

اسلامی امارت سے وابستہ کسی بھی فرد کو اس بات کی اجازت نہیں کہ وہ لوگوں سے زبردستی پیسے طلب کرے۔ جو بھی مجاہد یا کسی اور نام سے قومی تاجروں، زمینداروں اور مال دار لوگوں سے بندوق کے زور پر پیسے طلب

امارت اسلامیہ کے اہم اہداف میں سے

مخالفت نہیں بلکہ اس نوعیت کے نصاب کو بدلنے کا مطالبہ ہے۔

اب بھی ملک کے بیشتر صوبوں میں امارت اسلامیہ کے بالواسطہ اور بلاواسطہ تعاون و حمایت سے ہزاروں اسکول طلباء کو زیور تعلیم سے آراستہ کرنے میں مصروف ہیں، جہاں لاکھوں طلبہ تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

اگر امارت اسلامیہ افغانستان تعاون نہ کرتی تو ان صوبوں میں اسکولوں کی سرگرمیاں ناممکن تھیں لیکن اس کے باوجود غاصب ممالک اور ان کے داخلی ایجنٹوں نے نہ صرف امارت اسلامیہ کے اس علم دوست پالیسی کو دنیا کے سامنے ظاہر ہونے سے روکنے کی کوشش کی ہے بلکہ ان کے آلہ کار استعماری جب اسکولوں کو مسمار اور نذر آتش کرتے ہیں تو پھر دشمن جان بوجھ کر امارت اسلامیہ کو مورد الزام ٹھہراتا ہے۔ ایسے متعدد واقعات پیش آئے ہیں، جن کے عالمین نے اعتراف کیا ہے کہ انہیں اجنبی استعمار نیٹ ورکوں کی جانب سے تعلیمی اداروں کو تباہ کرنے کی خاطر رقوم اور وسائل مہیا کیے جا چکے ہیں۔

واضح رہے کہ امارت اسلامیہ تعلیم کے زیور کو نئی نسل کی ضرورت اور ملک میں اسے عام کرنے کو اپنی ذمہ داری تصور کرتی ہے، البتہ یہ مطالبہ بھی ضروری ہے کہ ایسا تعلیمی نصاب منظر عام پر آئے، جس سے ہماری اسلامی وقوی اقدار واضح ہوں اور جو قوم کی اہم مطالبات کا آئینہ دار ہو۔ اس کے علاوہ اس قسم کے نصاب اور تعلیم کو عام کرنے کی کوشش کو امارت اسلامیہ اپنا شرعی فریضہ تصور کرتی ہے۔

☆☆☆.....

امارت اسلامیہ افغانستان گزشتہ دس برس کے دوران ملک کی خود مختاری اور اسلامی نظام کے قیام کی خاطر جہاد کی مقدس فریضہ کو آگے بڑھانے کے ساتھ ساتھ نئی نسل کی تعلیم و تربیت کی جانب بھی متوجہ ہے۔ اس کام کو موثر انداز میں کرنے کے لیے پہلے امارت نے تعلیم و تربیت کے نام سے کمیشن کی بنیاد بھی ڈالی اور پھر اس راہ سے نئی نسل کی تعلیم و تربیت کے لیے بھی جدوجہد کو جاری رکھا۔ ملک میں تعلیم کی وسعت امارت اسلامیہ کا مقصد اور سرکاری پالیسی ہے۔

باخبر ہوموطنوں اور عالمی برادری کو بخوبی معلوم ہے کہ افغانستان میں جارح فوجوں اور ان کے کٹھ پتلیوں نے دس برس کے دوران ملک کی تعلیم کو شدید نقصان پہنچایا اور امارت اسلامیہ کے خلاف اسے ناجائز پروپیگنڈہ کے طور پر روزمرہ کا معمول بنایا ہوا ہے۔ انہی ظالموں اور ان سے وابستہ نیٹ ورکوں نے ملک بھر میں متعدد اسکولوں کو مسمار اور نذر آتش کر دیا لیکن مورد الزام صرف اور صرف امارت اسلامیہ کے مجاہدین کو ٹھہرایا ہے۔ یہ عمل تاحال شدت سے جاری ہے، جسے پروپیگنڈے کے طور پر استعمال کیا جا رہا ہے لیکن جس طرح امارت اسلامیہ کی پالیسی شرعی اصول پر استوار ہے اور ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ:

”علم ہر مرد و عورت پر فرض ہے“ تو امارت اسلامیہ مجموعی طور پر ملک بھر میں تعلیم کی مخالفت نہیں کرتی، البتہ صرف اس نصاب کی مخالفت کرتی ہے جو غاصب استعمار کا مکروہ تحفہ ہے۔ اس کے ذریعے سے غاصب ممالک اور ان کے داخلی ایجنٹ ہماری اسلامی وقوی شخص کو مسخ کر کے اس کی جگہ مغربی کلچر کو رائج کروانا چاہتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ یہ عمل تعلیم و تعلم کی

سازشی باپ کے فریبی بچے

محمد فرہاد جانباز

نے موقع پاکر وزیر کو خاندان سمیت تہ تیغ کر دیا اور متاع محل لے اڑا ہے۔
بادشاہ نے دکھ بھرے لہجے میں اظہار تعزیت کر کے تأسفانہ انداز
میں بڑے پتے کی بات کہی کہ:

”برے کو نصیحت کرنا اخروٹ کو گنبد پر ٹھیرانے کے مترادف ہے۔“

شیخ سعدی رحمہ اللہ نے اس واقعے پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ”
برے ماں باپ کی قابل مذمت حرکتیں اور ناشائستہ خصلتیں اولاد میں ضرور
بالضرور داخل ہو جاتی ہیں۔ چاہے اس کو زاہدوں کا ہم نشین، عابدوں کا ہم
جلس اور صالحوں کا ہم شیر ہی کیوں نہ کر دیا جائے۔“ کیوں کہ بھیڑیے کا
بچہ بھیڑیا ہی رہتا ہے، اگرچہ انسانوں کے ساتھ پلا بڑھا ہو۔“

قارئین! اس کہانی کے تناظر میں، میں آپ کو امریکیوں کے بد خصلت
آباء و اجداد کی تصویر کشی پھر ان بے رنگ چٹری والوں کی حقیقت کشی سے
اصل صورت حال سے احوال شناس بنانا چاہتا ہوں۔ اگر آپ قصہ پارینہ
بن جانے والے مسلم ہسپانیہ کی تاریخ کا بغور مطالعہ کریں تو آپ کو حیرت
انگیز مماثلتیں ورق ورق پر بکھرے موتیوں کی طرح پڑی نظر آئیں گی۔

یہ 1085ء کا وہ زمانہ ہے کہ جب مسلمانوں کی آپس کی سر پھٹول کی
وجہ سے مملکت ہسپانیہ کی سلطنت عیسائیوں کی یلغار کی وجہ سے اتنی تیزی سے
سمٹ سمٹ کر صوبہ اندلس تک یوں محدود ہو کر رہ گئی جیسے غبارے سے ہوا نکل
جانے سے وہ پھس پھسا ہو کر رہ جاتا ہے۔ اس وقت ہسپانیہ پر تین مستقل
حکومتیں برسر اقتدار رہنے کے بعد طوائف الملوکی کا دور دورہ تھا۔ اس اثناء
میں بنو عباس کی سطوت کا کوڑا ہولے ہولے برس رہا تھا اور معتد عباسی اند
لس کے اہم علاقوں پر حکومت کر رہا تھا۔ وہ عیسائیوں کے قبضے میں چلے
جانے والے شہروں کو بزور شمشیر واپس لے رہا تھا۔ شمال میں عیسائی بادشاہ

شیخ سعدی رحمہ اللہ نے اپنی مشہور زمانہ تصنیف ”گلستان سعدی“ میں
لکھا ہے شہروں اور گزرگاہوں میں مکینوں اور مسافروں کو لوٹنے والا ایک گروہ
پکڑا گیا۔ ان میں ڈاکوؤں کے سردار کا ایک خوب روپیٹا بھی تھا جس نے ابھی
ابھی عنقوان شباب میں قدم رکھا ہی تھا۔ بادشاہ نے حکم شاہی صادر فرمایا ”جلاد
حاضر ہو! اور ان تمام گرفتار شدگان کے سرتن سے جدا کر دے“

جوہر عقل سے نابلد وزیر نے التجاء کا دامن پھیلاتے ہوئے دست بستہ
عرض کی ”شہنشاہ جہاں پناہ! مودبانہ التماس ہے ”اس نوجوان کو گردن زدنی کے حکم
سے استثناء دیا جائے، کیوں کہ یہ ابھی بچہ ہونے کی وجہ سے عقل کا کچا ہے۔ اگر اس
کو صحبت صالح میسر آجائے تو قوی امکان ہے وہ اس کو نیک روش بنادے۔“

بادشاہ نے کہا ایسا نہیں ہو سکتا کیوں کہ بدکار بخوردار بد ہی رہتا ہے
چاہے اس کو عابدوں کا ہم نشین کیوں نہ بنایا جائے۔ وزیر نے کورنش
بجالاتے ہوئے التجاء میں آہ و زاری بھی شامل کر لی، جس کی وجہ سے بادشاہ
نے مجبور ہو کر ڈاکو زادے کی جان بخشی کا پروانہ جاری کر دیا۔ اور ساتھ ہی
عقل مندوں کا قول حکیمانہ بھی وزیر کے گوش گزار کر دیا ”سانپ کو مارنا اور
اس کے بچے کو زندہ چھوڑنا سیانوں کی حرکت نہیں ہوا کرتی۔“

چنانچہ وزیر ڈاکو باپ کے چور بیٹے کو بغل میں دبائے اپنے محل
میں چلا آیا اس نے بچے کی تربیت کرنے اور خوش اطواری سکھانے میں کوئی
دقیقہ فروگزاشت نہ ہونے دیا۔ اس کی تعلیم و تہذیب میں ایک برس کا عرصہ
پنچھی کے پد لگا کر دیکھتے ہی دیکھتے یوں اڑ گیا جیسے برسوں بعد ملنے والے
عاشق و معشوق کے وصال کی گھڑیاں آٹا فنا ختم ہو جاتی ہیں۔

ایک دن وزیر دربار میں حاضر نہ ہوا، بادشاہ نے دریافت کیا تو یہ اندوہ
ناک خبر سنائی گئی کہ ”صحبت صالح نے ڈاکو زادے کو صالح نہیں بنایا۔ اس

الفانسو چہارم صلیبی لشکر کی کمان دانی کا فریضہ انجام دے رہا تھا اس نے خانہ جنگی کی نحوست کو ختم کرنے میں مگن معتمد کے پاس سفیر بھیجا کہ خراج ادا کرو۔ اُس نے اس اہم کام میں مصروف پیکار ہونے کہ وجہ سے الفانسو چہارم کو ٹالنے کی غرض سے اس کی تمنا پوری کر دی۔ الفانسو کے سفیر نے یہ ”زر خراج“ یہ کہہ کر لوٹا دیا کہ ”میں چاندی کے سکے یعنی روپیہ نہیں لوں گا بلکہ سونے کے سکے یعنی اشرفیاں وصول کروں گا۔“

لہذا الفانسو کے سفیر کی طرف سے یہ ”خراج“ واپس آیا اور اس کے ساتھ الفانسو کا یہ ذلت آمیز پیغام بھی تھا ”میں اپنی حاملہ بیوی کو وضع حمل تک مسجد قرطبہ میں رکھنا چاہتا ہوں تاکہ وہیں بچہ پیدا ہو۔ اس کے ساتھ ساتھ قصر زہرا بھی خالی ہونا چاہیے۔ لہذا میری بیوی کے قیام کا زبردست انتظام کر دو۔“ معتمد کو ذلیل الفانسو کی اس ناپاک جسارت پر بے انتہا غصہ آیا۔ اس کی غیرت دینی نے اس ذلت آمیز حکم کی تعمیل کرنے سے انکار کر دیا اور ساتھ ہی الفانسو کا یہ پیغام لانے والے یہودی سفیر ابن شالب کو اس گستاخی اور جرأت رندانہ کی سزائیں لکڑی کے تختے پر لٹا کر اس کے ہاتھ پاؤں میں لوہے کی کیلیں ٹھکوا دیں۔ معتمد جانتا تھا کہ اب الفانسو چہارم کے حملہ آور ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے۔

دوسری طرف الفانسو اس خبر کو سن کر بے حد مشتعل ہوا اور وادی الکبیر کے کنارے معتمد کے تخت سلطنت اشبیلیہ کے سامنے آ کر خیمہ زن ہوا اور معتمد کو لکھا ”فورا شہر اور محلات شاہی میرے لیے خالی کر دو“ معتمد نے اسی خط کی پشت پر مختصر سا جواب تحریر کیا ”ہم انشاء اللہ جلد تجھ کو تیری گستاخیوں کا مزا پکھا دیں گے“ اس مختصر سے جواب سے عیسائی الفانسو کے دل پر مسلمان معتمد کا ایسا رعب طاری ہو گیا کہ فوری حملے کی جرأت نہ کر سکا، لیکن اس نے ایک انوکھی سازش تیار کی۔ جس سے میرے کالم کا تعلق ہے وہ یہ کہ تمام ملک اندلس میں اپنے جاسوسوں کے ذریعے مشہور کرادیا کہ ”معتمد عباسی نے افریقی براعظم کے ملک، مراکش کے سلطان یوسف بن تاشقین کو امداد کا پیغام لکھا ہے“ اس خبر کو شہرت دینے میں مصلحت یہ تھی کہ اندلس کے رؤساء

مراکش کے بادشاہ کا اپنے ملک میں داخل ہونا سخت ناپسند کرتے اور اس امداد کو اپنی بے عزتی تصور کرتے ہوئے اپنے مسلمان ساتھی معتمد کے خلاف ہتھیار بند ہو کر الفانسو کے ڈرامے کا آخری سین پورا کر دیتے۔

چنانچہ پھر یوں ہوا بھی۔ اندلسی سلاطین نے معتمد بن معتمد عباسی، شاہ اشبیلیہ کو لعنت و ملامت کے خطوط لکھے، لیکن اتنا اطمینان ضرور رہا کہ اس نازک موقع پر آپس کی خانہ جنگی کی جلتی آگ پر تیل نہ چھڑکا جاسکا۔ اس وقت تک تو معتمد نے مراکش بادشاہ یوسف بن تاشقین کو کمک کے لیے نہیں بلایا تھا، لیکن اس خطرناک صورتحال کا نظارہ کر کے ضرور بلا بھیجا۔ پھر مقام ذلاقہ میں الفانسو کے ساٹھ ہزار اور معتمد یوسف کے بیس ہزار کے دونوں لشکر آمنے سامنے آ گئے۔ گویا ایک مسلمان سپاہی کے مقابلے میں تین عیسائی جنگجو تھے۔ فتح مسلمانوں کو نصیب ہوئی اور الفانسو اپنی تمام صلیبی فوج گاجر مولیٰ کی طرح کٹوا کر قریباً تین سو کے قریب بقیۃ السیف نام نہاد ”بہادروں“ کو لیے موت کے منہ سے نکل کر یوں بھاگا جیسے ہرن شیر کو دیکھ کر چوڑیاں بھرتے ہوئے بھاگتا ہے۔

قارئین! ابھی تک آپ نے ایک فکرا انگیز کہانی، شیخ سعدی کی پڑھی ہے اور تاریخ کے جھروکوں سے جھانک کر کچھ حقیقت الفانسو چہارم کی دیکھی ہے۔ آئیے! اب امریکا سے درآمدہ ایک خبر کی طرف چلتے ہیں پھر اس کے بعد کہانی اور تاریخ کے تناظر میں امریکیوں کی فطرت بد کا تجزیہ کریں گے۔ امریکی عہدیداروں نے ٹوئیٹر اور دیگر مغربی ذرائع ابلاغ کے ذریعے اس جھوٹ کو خبر بنا کر یوں اچھالا ہے جیسے ربڑ کی گیند زمین پر مارنے سے کئی فٹ اونچی اچھلتی ہے کہ ”طالبان سربراہ ملا عمر نے گزشتہ برس وائٹ ہاؤس کو ایک خط لکھا تھا جس میں مذاکرات، قیدیوں کی رہائی اور بعض دیگر امور پر روشنی ڈالی گئی تھی“ موجودہ صورت حال میں جب کہ امریکا کو اپنی رسوا کن شکست نوشتہ دیوار محسوس ہو رہی ہے وہ اس ذلت کی گھڑی اور دن کا کسی طور سد باب کرنا چاہتا ہے۔ میڈیا کے واسطے سے ایسی بے بنیاد اور من گھڑت باتیں افغانستان کے گلی گوجوں میں پھیلا کر وہی سازش کرنا چاہتا ہے جو الفانسو چہارم نے معتمد بن معتمد عباسی کی دھمکی سے لرزہ بر اندام ہو کر

اندلس کی سرزمین پر کی تھی۔

چونکہ اس بات کا ادراک ہر مسلمان کو ہونا از بس ضروری ہے جب یورپی عیسائیوں نے اندلس پر قبضہ جما کر مسلمانوں کو وہاں سے بے دخل کر دیا تھا تو بحری مہم جوئی کے ذریعے نئے براعظم امریکا کو ”دریافت“ کیا تھا۔ انہوں نے یورپ کے ڈاکو، غنڈے اور مجرموں کو بحری جہازوں میں لاد کر بحر اوقیانوس کے اُس پار کر کے نئی دنیا امریکا منتقل کر دیا تھا۔ جہاں منتقل کرنے والوں نے منتقل کیے جانے والوں کے ساتھ گٹھ جوڑ کر کے بے گناہ امریکی باشندوں ”ریڈ انڈینز“ کا سفاکانہ قتل کیا تھا۔ ان کی زمینوں پر قبضہ جمایا اور ان پر اپنی سطوت کا کوڑا برسائے گئے۔ یوں ان یورپیوں نے ہسپانیہ پر ظلم و ستم ڈھانے کے بعد امریکا کو بھی اپنے جبر و تشدد کا مرکز بنا لیا۔ تاریخ ثابت کرتی ہے موجودہ بد فطرت امریکی انہی غاصبوں، لٹیروں اور مکروہ سازشیں تیار کرنے والے فریبیوں کی ہی اولاد اور نئی نسل ہیں۔

لہذا جب تاریخ کے کھلے اوراق سے اتنا معلوم ہو گیا ہے کہ یہ الفانوسو چہارم ہی کی آل اولاد ہے تو ”زمین جہد، جہد نہ جہد گل محمد“ کی ضرب المثل سامنے رکھتے ہوئے شیخ سعدی کی کہانی سے یہ نتیجہ نکالنے میں بھی کوئی جیس چٹا نہیں ہونی چاہیے کہ پہاڑ تو اپنی جگہ سے ہٹ سکتا ہے، لیکن فطرت و بد کبھی تبدیل نہیں ہو سکتی۔ اسی لیے یہ امریکی اپنے آباؤ اجداد کی بری خصلتوں اور گندی حرکتوں کو موقع بہ موقع طاق نسیاں سے نکال کر نئے نئے انداز سے دنیا کے سامنے پیش کرتے رہتے ہیں۔

اس لیے امریکا اپنی اس گھناؤنی سازش سے دواہم مقاصد حاصل کرنا چاہتا ہے۔ پہلا تو یہ کہ وہ چاہتا ہے اب جب کہ ہماری شکست کی واضح علامات ظہور پذیر ہو رہی ہیں اور اس سے جو سبکی ہونی ہے اسے کسی طریقے سے ختم کیا جاسکے۔ اس لیے اس نے خط کا بھونڈا ڈرامہ رچایا۔

چونکہ یہ بات تو پہلے سے طے ہے کہ مذاکرات کے ڈول وہی ڈالتا ہے اور ڈیلنگ کی راہ وہی اپناتا ہے جو شکست خوردہ ہو۔ فاتح ایسا کبھی بھی نہیں کر سکتا۔ اس لیے اس نام نہاد خط کے ذریعے وہ یہ بتانا چاہتا ہے کہ ہمارے ہم نہیں، طالبان ہار گئے ہیں۔ ہم نے اپنی ٹیکنالوجی کے بل بوتے پر ان اچڑ افغانیوں کو شکست سے دوچار کر دیا اس لیے طالبان نے یہ طے کیا کہ خفیہ طور

پر امریکا سے مذاکرات کے ذریعے لین دین کر لیا جائے کہ ہم ٹیکنالوجی کی تاب نہیں لاسکتے۔ اور ضمناً دنیا کو یہ باور کرا کر یہ فائدہ اور ہمدردی سمیٹنا چاہتا ہے کہ قطر میں جو مذاکرات ہو رہے ہیں یہ ہماری طرف سے نہیں ہیں بلکہ یہ تو ملا عمر کے اس خط کے نتیجے میں ہو رہے ہیں جو انہوں نے ایک سال قبل وائٹ ہاؤس کو لکھا تھا۔

دوسرا مقصد وہ یہ حاصل کرنا چاہتا ہے کہ اسی ”نام نہاد خط کے انکشاف“ کے ذریعے افغان عوام اور طالبان کا امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد حفظہ اللہ کی امارت پر جو اعتماد اور اطمینان ہے اس کو کسی طریقے سے ختم کر سکے۔ طالبان اور ملا محمد عمر مجاہد کے درمیان انتشار و افتراق کے کانٹے بودے جاسکیں۔ وہ یہ سوچنے پر مجبور ہو جائیں ”آخر ہماری واضح فتح کے باوجود امیر المؤمنین نے شکست خوردہ قوموں جیسی حرکت کیوں کی ہے؟ ہونہ ہو، ملا محمد عمر مجاہد خفیہ راستے سے کسی نئے خاکے میں رنگ بھرنے کیلئے کوئی انجانی پلاننگ ترتیب دے رہے ہیں۔“ اور یوں ان کے اعتماد کو ٹھیک ٹھاک ٹھیس پہنچادی جائے۔ اور بد اعتمادی کا ایسا زخم لگایا جائے جو کبھی بھی مندل نہ ہو سکے۔ اور وہ یہ سوچیں کہ ان کی جگہ کسی اور کو سربراہ بنانا چاہیے۔ پھر وہ یوں نئی سے نئی قیادت کی تلاش ہی میں سرگرداں رہیں اور امریکا اپنے مفادات سمیٹ کر یہ جا اور وہ جا۔

یہ مغربیوں کی وہ گھٹیا حرکت اور کمینہ پن ہے جس کے جراثیم اس کے سازشی باپ الفانوسو چہارم کے گندے خون کے ذریعے اس کے فریبی بیٹے امریکا کے جسم کی رگ رگ میں سرایت کر چکے ہیں۔ امریکا کو پتا ہونا چاہیے کہ افغان عوام و طالبان کی امیر المؤمنین حفظہ اللہ کے ساتھ دلی وابستگی اور ان پر اعتماد کا نشہ کوئی اتفاقی یا جذباتی نہیں ہے کہ اس کو بھونڈی حرکات اور بے ہودہ پروپیگنڈے کی ترشی سے اتارا جاسکے۔ بلکہ یہ والہانہ دلی لگاؤ تجرباتی، خوب دیکھا بھالا اور آزمودہ ہے۔ لہذا اتفاق و محبت کے اس پھول کو انتشار کے کانٹوں سے زخمی نہیں کیا جاسکتا کیوں کہ میرے وطن کے اہل اسلام اچھی طرح جانتے ہیں کہ اللہ نے انہیں ہر محاذ پر حوصلہ مند، باتدبیر اور کامیاب سپہ سالار اور خلفائے راشدین جیسا حکمران بنایا ہے۔

”وہ کافر سازشیں کرتے ہیں اور اللہ بھی تدبیر کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی بہترین تدبیر کرنے والا ہے۔“

مظاہرہ کر کے اُس منافقت کا لبادہ اوڑھ لیتے ہیں جس کو خلعتِ فاخرہ کا نام دے کر اُن کے گرد ملعون شیطان نے اپنے نمائندے ”بندر نما“ بش کو عطا کی تھی۔ کتنی حیرت کی بات ہے کہ وہ اتنی کھلی اور واضح دشمنی کو بھی لاعلمی کا درجہ دے کر معاملے کو یوں دبا دینا چاہتے ہیں جیسے کسی مردے کو قیامت تک کے لیے منوں مٹی تلے دبا دیا جاتا ہے۔ لیکن اس کو غلط فہمی یہ ہوئی کہ اس نے بگرام ایئر بیس کو عراق کے ابوغریب اور کیوبا کے گوانتانامو بے جیسے قید خانے سمجھ لیا تھا۔ جیسے وہاں کوئی قیدی ہماری ان حرکات پر سوائے احتجاج اور غم و غصے کے اظہار کے کچھ نہیں کر سکتا، اسی طرح افغانستان میں بھی کسی کو جراتِ رندانہ کی ہمت نہیں ہوگی۔ خوش فہمی پر مبنی یہی وہ لمحوں کی خطا ہے، جس نے جہاد افغانستان کو نیا موڑ دیا ہے۔ میرے فلک بوس کو ہزاروں سے مزین وطن کی سخت چٹانوں جیسا ایمانی حوصلہ رکھنے والے شیخ قرآن کے پروانوں نے ایسی قابلِ تقلید دیوانگی کا مظاہرہ کیا ہے۔ جس نے ملعون امریکیوں کی زندگی کو ان کے لیے اجیرن بنا دیا ہے۔ اب ان کا معاملہ ”نہ جائے رفق نہ پائے ماندن“ والا ہو گیا ہے۔ لاکھوں شہداء کے لہو سے رنگین میری مقدس دھرتی کے جناباز سپاہی طالبان کے سامنے ان بد بخت امریکیوں کے قدم اکھڑنے کے ساتھ ساتھ اب عذاب بن جانے والی ان کی زندگی کی سانسیں بھی اکھڑنا شروع ہو گئی ہیں۔ جس کی واضح دلیل یہ ہے کہ اس بے تنگ و نام جنگ کی بھٹی میں جلنے والے اتحادیوں کی خاکستر لاشیں آئے روز ان کے ملک کے ہوائی اڈوں پر اتر کر وہاں کی فضا کو سگووار کرتی رہتی ہیں۔

مجھے اس بات پر اگرچہ بہت ہی دکھ ہے کہ اللہ کے شیردہ طالبان سے مذاکرات کی بھیک مانگنے والے امریکا کے کٹھ پتلی اور اتحادیوں کے پٹھو نام نہاد اور بے وقعت صدر حامد کرزئی نے اپنی انتہائی دوغلی فطرت کا ڈرامہ اسٹیج کروایا ہے۔ اس نے افغان فوجیوں کو وطن کی بقاء پر مامور کرنے کی بجائے ان

جنگوں کی تاریخ بتاتی ہے کہ جب متحارب گروپوں میں سے ایک کو اپنی شکست نظر آنے لگے۔ ہار کا خوف اسے پریشان کئے دے رہا ہو۔ جنگ کے ناقابلِ قبول پانسے کو پلٹنا بھی ناممکنات میں سے دکھائی دینے لگے اور مستزاد یہ کہ وہ ہزیمت یافتہ جماعت بد فطرت بھی ہو۔ کمینہ پن اس میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا اور تہذیب و تمدن اور شائستگی سے یوں عاری ہو جیسے شپ بدجو روشنی کی ننھی مٹی سی کرن سے بھی تہی دامن ہوتی ہے۔ تو شکستِ فاش کا یہ اعصاب شکن حملہ اس بد سلیقہ گردہ کو ایسی نامناسب، گھٹیا اور بد تمیز حرکات پر مجبور کر دیتا ہے، جس پر جگ ہنسائی کا ایسا بازار گرم ہو جاتا ہے کہ وہ سرد ہونے کا نام ہی نہیں لیتا۔ اس پر ترس بھی آتا ہے، ہنسی بھی آتی ہے اور غصہ بھی۔

امریکا موجودہ دور کا وہ فرعون ہے جس کے مقابلے کے لیے اللہ نے طالبان کو موسیٰ کا روپ دے کر بھیجا ہے۔ طالبان کو امریکا سے کوئی دشمنی نہیں تھی، یہ حقیقت ہے۔ لیکن امریکا کو طالبان سے خواخواہ اللہ واسطے کا بیر تھا، یہ مذکورہ بالا حقیقت سے بھی بڑی حقیقت ہے۔ ظاہر ہے ایسی دشمنیوں کا نتیجہ بھی تو ایسا ہی نکلتا ہے جیسا کہ افغانستان کی سر زمین پر ظاہر ہوا ہے۔ ایسی صورت حال میں امریکا نے وہی کام کیا ہے جو شکست خوردہ فوجیں کیا کرتی ہیں۔ نام نہاد مہذب قوم سے اس گھناؤنی حرکت کا ظہور کوئی پہلی دفعہ کی بات ہوتی تو تا سف اور افسوس کا اظہار کیا جاسکتا تھا۔ لیکن منظر نامہ اس سے یکسر مختلف ہے، گوانتانامو بے اور ابوغریب کے جیل خانے میں کی جانے والی نازیبا حرکات کے بعد مسخ شدہ اور بے اماں جنوبی عیسائیت کے پیر و کاروں نے اسی خصلت بدکا اظہار بگرام ایئر بیس میں کیا ہے۔ جاہل اور بے وقوف امریکی فوجیوں نے قرآن پاک کو نذرِ آتش کر کے مسلمانوں کے دلی اور ایمان جذبات کو اشتعال دلا کر ایسی خوفناک آگ کا لاؤدھکا دیا ہے، جس کی تاب لانے سے وہ خود بھی عاجز ہیں۔

مغربیوں کی یہ عادت رہی ہے کہ وہ ایسی اشتعال انگیز بد فطری کا

کو ایسے لوگوں کی حفاظت کی ذمہ داری سونپ رکھی ہے، جو افغانستان میں آئے ہی ان کی نگہبانی کے لیے تھے۔ واہ! رے کیا خوب! قارئین! اس ”سین“ کو دیکھئے اور بار بار دیکھئے، پھر چشمِ فلک سے پوچھئے۔ ”اے نگاہِ آسمان! کیا تو نے کبھی ایسی معجزہ خیز صورتِ حال کا مشاہدہ کیا ہے؟“ لیکن اس کے باوجود ایک موہوم سی امید ایسی ہے، جس کے ٹٹماتے چراغ کی مدہم سی روشنی نا امیدی کی تاریکی کا مقابلہ کر رہی ہے۔ غیرتِ دینی کی سلگتی چنگاری پر اگرچہ بے توجہی کے سبب غفلت کی راکھ چڑھنا شروع کر دیتی ہے، لیکن جب اس کو ایمان کی ہوا لگتی ہے تو وہ یوں بھڑک اٹھتی ہے جیسے جلتی آگ پر کسی نے تیل کا چھڑکاؤ کر دیا ہو۔ افغان فوجی وقفے وقفے سے اپنے باغیرت مسلمان ہونے کا مشاہدہ کرواتے رہتے ہیں۔ جیسے ’بولڈک‘ میں ایک بیدار ضمیر فوجی نے مردہ ضمیر امریکیوں پر فائرنگ کر کے چار کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے۔ اس سے بھی اہم کام اس فوجی نے انجام دیا ہے، جس نے دو امریکی فوجی مشیروں کو قتل اور میجر کو دردناک موت کی نیند سلا دیا ہے۔ قتل کا یہ اقدام اسی امید کی طرف ایک واضح اشارہ ہے۔ اور یہ اشارہ ایک ایسا مٹھنا طیس ہے، جو آئندہ بدلے ہوئے دنوں میں دین محمدی کی کشتی کی وجہ سے حقیقت شناس افغان فوجیوں اور باضمیر طالبان، دونوں کو اپنی طرف کھینچ کر باہم ملا دے گا۔ قرآن کی عظمت و شان کی حفاظت کا فریضہ سر انجام دینے کے لیے نزولِ قرآن سے لے کر آج تک جتنی شہادتیں ہوتی ہیں یہ کوئی انوکھی اور انہونی کہانی نہیں ہے۔ مسلمانوں کے قرآن کی حفاظت کی تو تاریخ ہی ایسے مقدس شہداء کے خون سے لکھی گئی ہے جنہوں نے حفاظتِ قرآن کی داستان لکھنے کے لیے بڑھ چڑھ کر اپنے لہو کی روشنائی پیش کی ہے۔ انہی شہداء میں ایک وہ سیدھا سادھا ہمارا افغانی بھائی ”احمد“ بھی ہے۔ جس نے فدائی حملہ کر کے 12 برطانوی فوجیوں کو آتشِ جنگ کے عذاب سے نکال کر آتشِ جہنم کے عذاب میں ڈال دیا ہے۔ اسی لیے بگرام ایئر بیس میں وقوع پذیر ہونے والے دلِ فگار سانحے کے نتیجے میں تین گیلستان کے لیے ہمارے جن بھائیوں نے اپنے لہو کو بطور پانی مہیا کیا ہے، یقیناً وہ لوگ اپنا مقام بلند پانے اور اجرِ عظیم وصول کرنے اللہ کے ہاں جا چکے ہیں، کہ ان کا بے حساب و کتاب اجر اور انعام اللہ ہی دینے والا ہے۔ اور بلاشبہ دے بھی وہی سکتا ہے۔ اسی طرح قندھار کے ضلع ”ژڈی“ میں ایک امریکی قراگاہ کے اندر معافی کے خواست گار اوباما کے فوجیوں پر گولیاں برس کر چار کو بھون دیا گیا ہے

یہ کاروائی بھی ایک افغانی فوجی کی ہے۔ افغان فوجیوں نے جو کام شروع کر رکھا ہے۔ اس پر خوش ہو کر غیرت نے ان کو سلام کیا ہے۔ اسی لیے اس معاملے میں مسرت کی بات یہ ہے کہ امریکی فوجی مشیروں کے اندوہ ناک قتل کا بھیانک منظر دیکھ کر امریکا نے کئی افغان وزارتوں سے اپنے فوجی مشیروں کو واپس بلالیا ہے۔ اور اب تو پچاس برس تک افغانستان میں قابض رہنے کی ڈینگیں مارنے والے برطانوی وزیرِ عظم ”ڈیوڈ کیمرن“ بھی لومڑی کی طرح موت کو دیکھ کر فرار کی سوچ رہا ہے۔ اور اس میں اور زیادہ مزے اور دلچسپی کی وجہ یہ ہے کہ گوری چمڑی والوں کا افغان سپاہیوں پر سے اعتماد اٹھ گیا ہے۔ اب ان کی بد اعتمادی اس حد تک جا پہنچی ہے، جب دونوں باہم مل کر میرے وطن کی شاہراہوں پر دندناتے ہیں تو امریکیوں کی گنوں کا رخ طالبان و عوام کی طرف کم اور اپنے ”محافظ دستے“ افغان فوجیوں کی جانب زیادہ ہوتا ہے۔ اس سے بھی زیادہ مزہ دو بالا کرنے والا تسکین آور معاملہ یہ کہ خود ان افغان فوجیوں نے بھی سات سمندر پار سے آئے ہوئے تہذیب یافتہ درندوں کی نگہبانی کا فریضہ انجام دینے سے انکار کر دیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ میرے وطن کے غیرت مند باشندوں نے قرآن سے اپنی محبت کا اظہار جس قابلِ تقلید مجنونانہ انداز سے کیا ہے اور امریکیوں کی ناک میں دم کر کے رکھ دیا ہے، اس معاملے نے بھی کمینہ صفت امریکیوں کا بکتر بند گاڑیوں ہی سے کیا، بلکہ اپنے ٹھکانوں سے بھی نکلنا محال اور مشکل بنا دیا ہے۔ اور اب تو ہر ہر شہری کی زبان پر ”ہم طالبان ہیں، ہم طالبان ہیں“ کے نعرے اُچھل کود رہے ہیں۔ جس نے بتلا دیا ہے کہ ”اے کالے دل اور کالی شکل والے اوباما! تمہاری معافی قابلِ قبول نہیں۔ اے امریکا! تمہاری دال یہاں نہیں گل سکتی۔ لہذا خود چلے جاؤ تو جان بچ سکتی ہے، ورنہ تلوٹوں میں تمہاری لاشیں ”سبیل پیک“ کر کے بھجوانے کا فن ہم نے بھی سیکھ لیا ہے۔

قارئین! یہی وہ خاص پوائنٹ اور سوچ و فکر کے زاویے طے کرنے والا نکتہ ہے، جو امریکا کو ”صبح کا بھولا بن کر شام یعنی موت سے پہلے پہلے سمندر پار خود ہی اپنے گھر لوٹ جانے کے لیے بے چین کیے دے رہا ہے۔ جہاں پہنچ کر وہ جنگ میں لاحق ہونے والی ہزیمت پر اپنا غم شکست غلط کرنے کے لیے بدبودار شراب کے بھرے جام لٹا دھاتے ہوئے مصنوعی خوشی سے ناچیں گے اور بناوٹی مستی سے گائیں گے: ”جان بچی سولا کھوں پائے، لوٹ کے بدھو گھر کو آئے۔“

اے اہل مغرب! کیا تمہیں اس بیہودہ تہذیب پر ناز تھا

سعد اللہ بلوچی

باڑ میں جائے۔ ہمیں رجعت پسند ہی رہنے دیں، ہم ایسی پرفتن اور شر انگیز ترقی پر لعنت بھیجتے ہیں جو اپنی وحشیانہ پن اور سربریت کی وجہ سے کسی خون خرابہ اور فساد کا پیش خیمہ ہو اور اپنی ظالمانہ خواہشات کی تسکین کی خاطر دوسروں کی عزت سے کھیلنے کی ترغیب دیتی ہو۔

کہاں ہے اب مغربی اور یورپی تہذیب کے فریب خوردہ! اب وہ کس منہ سے مغربی تہذیب کی پرچار کرتے پھریں گے کہ اہل مغرب ترقی یافتہ اور مہذب قوم ہے اور ان کے دلوں میں انسانیت کے لیے بڑی ہمدردی اور احترام ہے۔ اس غلیظ حرکت کی اب وہ کس طرح صفائی پیش کریں گے؟

کہاں گئے مغرب کے کاسہ لیس حکمران اور لیڈر؟ کہاں ہیں وہ غیرت مند علماء جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی کوئی پرواہ نہیں کرتے؟ کیا اس کے بعد بھی کچھ باقی رہ جاتا ہے؟ کیا تم اب بھی تماشائی بن کر اور سر جھکا کر خاموشی سے جیو گے؟ اگر ایسا ہی ہے تو پھر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کا تم کیا مطلب بیان کرو گے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”حق بات سے خاموشی اختیار کرنے والا گوشتِ شیطان ہے۔“

آخر میں ایک بار پھر میں اہل مغرب کو خبردار کرتا ہوں کہ اللہ کی قسم! افغان ایک بہادر اور غیرت مند قوم ہیں اگر انہوں نے انتقام کا تہیہ کر لیا تو پھر روئے زمین پر تمہیں کوئی پناہ گاہ نہیں ملی گی اور اس بات کا اندازہ تو تمہیں اس واقعہ سے ہو چکا ہوگا جس میں صرف ایک گالی کی وجہ سے ایک غیرت مند اور بہادر افغان نے فرانسیسیوں پر ہلہ بول کر ان کے تقریباً سات افسران کو مردار کر کے جہنم واصل اور سترہ کو شہید زخمی کر دیا۔

اب سوچ لو! یہ تو صرف ایک افغانی تھا اگر پوری افغان قوم اس جرم کا بدلہ لینے کے لیے اٹھ کھڑی ہوئی تو پھر تمہارا کیا بنے گا؟ اس کا تمہیں اندازہ نہیں.....

یہ ایک دردناک منظر ہے جسے دیکھ کر ہر اُس شخص کا کلیجہ منہ کو آ جاتا ہے جو ذرہ بھر احساس اور رقی برابر انسانی ہمدردی رکھتا ہو۔ جی ہاں! یوٹیوب پر پلوڈ کی جانی والی اس ویڈیو نے افغانستان کی پاک سرزمین پر قابض صلیبی لشکر کی خونخواری و درندگی اور ان کی بدبودار تہذیب کی غلاظت کا پردہ چاک کر دیا ہے، جس میں چار وحشی درندے جو دنیا بھر میں تہذیب یافتہ کہلاتے ہیں تین افغان مقتولین کی لاشوں پر کھڑے ہو کر پیشاب کرتے ہوئے اپنی ذہنی غلاظت و پلیدی کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ اور اس طرح جس تہذیب و تمدن کا وہ دن رات ڈھنڈورا پیٹتے رہتے ہیں اپنی غلاظت بھری اس ویڈیو میں دنیا کے سامنے اس کا برملا اظہار کرتے ہوئے نظر آ رہے ہیں۔

ہائے شومی قسمت! کیا یہ لوگ ہمیں تہذیب یافتہ بنائیں گے؟ کیا مغربی تہذیب و ترقی اسی چیز کا نام ہے؟ کیا یہی حرکات ان کی ترقی اور تہذیب یافتہ ہونے کی راز ہیں؟ اس درندگی اور وحشیانہ فعل کو کیا نام دیا جائے؟ کیا یہی وہ اقوام عالم کا احترام ہے جس کی دن رات پرچار کرتے ہوئے وہ نہیں تھکتے؟ کیا دوسروں کی عزت سے کھیلنا ہی ترقی یافتہ اور مہذب ہونے کی نشانی ہے؟

ابھی تک یہ بات صیغہ راز ہے، شاید ان کی لغت باقی اقوام کے برعکس ہے جس میں درنگی وحشیانہ پن اور سربریت کا نام ترقی و تہذیب یافتہ ہونا ہے۔ جی ہاں! یہی وہ تہذیب یافتہ قوم ہے جو افغانوں کی پسماندگی دیکھ کر پچھلے جا رہے تھے اور ان کو ”ماڈرن“ اور ”تہذیب یافتہ“ بنانے کے لیے اس کٹھن اور پر مشقت سفر کو برداشت کرتے ہوئے افغانستان کی سرزمین پر ڈیرے ڈالنے کے لیے آئے۔

تف ہے ایسی بدبودار اور وحشیانہ ثقافت پر جو درندگی اور سربریت سے بھری ہوئی ہے اور جس میں رنگنے سے افغان قوم کی اکثریت نے ہمیشہ انکار کیا ہے۔ لعنت ہو مغرب کی اس چکنا چوند ترقی پر جو دکھاوے اور ڈھکوسلہ پن کے سوا کچھ بھی نہیں۔ ایسی کینہ پرور اور بغض و عداوت سے بھری تہذیب و ثقافت

امریکہ آنکھوں میں دھول جھونکنے کی بجائے مسئلے کے اصل حل کی جانب قدم اٹھائے

ظہیر خان

تھی، حالات ناقابل بیان حد تک خراب ہیں۔ ایسے سنگین حالات میں نے اپنی پوری عمر میں نہیں دیکھے۔ اس میں تو کوئی شک نہیں کہ امریکہ اور اس کے اتحادی شکست سے دوچار ہیں بلکہ طالبان اکثر علاقوں پر قابض بھی ہیں۔ یہ ایک ایسے شخص کی باتیں ہیں جس نے افغانستان کو نزدیک سے دیکھا اور ان تمام مشکلات و مصائب کا سامنا کیا جس کا سامنا امریکی اور نیٹو فوج کو کرنا پڑ رہا ہے۔

ابتدائے جنگ میں جب امریکہ نے اپنے صلیبی اتحادیوں کے ساتھ افغانستان پر حملہ کیا تو ان کا خیال تھا کہ افغانستان پر قبضہ کرنا چند گھنٹوں یا دنوں کا کام ہوگا، وہ سب طالبان کو قتل یا اسیر بنا دیں گے اور قلیل مدت پر افغانستان پر ان کا قبضہ ہو جائے گا۔

لیکن ان کے دُعا کے برعکس یہ چند دنوں اور گھنٹوں کی جنگ مہینوں، سالوں بلکہ ایک دہائی سے بھی زیادہ طول اختیار کر گئی۔ خود کو دنیا کا سپر پاور سمجھنے والا امریکہ اور اس کے اتحادی جنگجو اس طویل المدت جنگ کی کھائی میں گر گئے، افغانستان کی تعمیر نو [جس کا وہ دعویٰ کرتے ہیں] کی بجائے انہوں نے اس کو دوبارہ تباہ و برباد کر دیا، ہزاروں انسان قتل کر دیے گئے، بے حساب ڈالر خرچ کئے گئے جس کی وجہ سے امریکہ اور یورپ کے اقتصادی ستون لرز اُٹھے۔ لیکن دوسری جانب بین الاقوامی دباؤ اور مخالفتوں کے باوجود اسلام اور افغان قوم کے دفاع کے جذبے سے سرشار مجاہدین اپنے اسی عزم اور ارادے پر ڈٹ کر کھڑے ہیں جس پر وہ ایک دہائی پہلے تھے۔ انہوں نے افغانستان کا چپہ چپہ اس فوج کے لیے آگ بنا دیا ہے جو اس پر داعی قبضے کے خواب لے کر آئی تھی۔ مجاہدین نے الحمد للہ، اپنی تعداد اور جنگی سامان کی انتہائی قلت کے باوجود بہت ہمت اور دلیری کے ساتھ

پچھلی دہائی سے مغربی افواج نے من گھڑت وجوہات کو بہانہ بنا کر ہمارے ملک افغانستان میں جس غیر منصفانہ جنگ کا آغاز کیا تھا وہ آج افغان قوم کی بہادری اور بے پناہ قربانیوں کی بدولت ناکامی کی جانب گامزن دکھائی دے رہی ہے۔ غاصب افواج کو ہر محاذ پر مسلسل شکست نے اتنا پست حوصلہ کر دیا ہے کہ ان کے اکثر فوجی نشے کی لعنت میں مبتلا ہو گئے ہیں اور مسلسل خودکشیاں کر رہے ہیں۔

اگرچہ امریکہ نے ہمیشہ کوشش کی ہے اور کر رہا ہے کہ امریکی عوام اور پوری دنیا کے لوگوں کو جھوٹی اور تحریف شدہ خبروں اور پورٹوں کے ذریعے افغانستان کے حالات و واقعات سے بے خبر رکھے اور اس کے ساتھ ساتھ اپنے جنگی جرائم اور ناکامیوں پر پردہ ڈالے لیکن ان کے درمیان کچھ اہل عقل بھی موجود ہیں جو یہ سمجھ اور تمیز رکھتے ہیں کہ افغانستان کے اندر کیا کچھ ہو رہا ہے۔ چند دن پہلے ایک اعلیٰ امریکی عہدیدار ر [ڈیوس] افغانستان سے امریکہ واپسی پر کچھ امریکی اراکین کا انٹرویو سے ملا اور انہیں خبردار کیا کہ امریکی فوج افغانستان میں ایک بہت بڑی شکست سے دوچار ہونے والی ہے اور بہت جلد ہمیں یہ جنگ ختم کرنی ہوگی۔ اس نے اراکین کا انٹرویو سے سوال کیا کہ آخر کب تک اس جنگ میں بے گناہ لوگوں کا قتل عام کیا جائے گا؟ جنرل ڈیوس، جس نے عراق کے ساتھ ساتھ افغانستان میں دو سال کام کیا ہے، کہتا ہے کہ ”وہ حالات و واقعات جو میں نے خود افغانستان میں دیکھے، ان دعوؤں کے بالکل برعکس تھے جو وائٹ ہاؤس اور پیٹنگٹن نے میرے سامنے کئے تھے۔ افغانستان جانے سے پہلے میرا خیال تھا کہ تمام تر حالات امریکی اور نیٹو فورس کی کنٹرول میں ہوں گے لیکن افغانستان پہنچنے پر صورتحال میری سوچ کے بالکل برعکس

ہوگا۔ یہ حقیقت بھی سب پر عیاں ہے کہ جب تک امریکہ جھوٹی کوششوں کی بجائے مسئلے کے بنیادی حل [تمام افواج کا افغانستان سے انخلاء] کی طرف قدم نہیں اٹھاتا تب تک امریکہ اور افغانیوں کے درمیان اعتماد کی فضاء قائم ہونا ناممکن ہے۔

امریکہ کو یہ بات سمجھنا ہوگی کہ اب وہ دور گیا کہ اپنی مرضی کے فیصلے دنیا پر مسلط کرے اور اپنی فوجی قوت سے استعماری ایجنڈا دوسروں پر لاگو کرے۔ افغان قوم کو بھی اس بات پر یقین ہے کہ جب تک امریکہ مسئلے کے اساسی حل کے لیے اپنے استعماری منصوبہ میں تبدیلی نہ کرے، تب تک اس علاقے اور افغانستان میں پائیدار اور دیرپا امن کے قیام کے لیے باقی تمام اقدامات ہیچ ہیں۔

موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ہم ایک بار پھر امریکہ کو یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اگر اپنی فوج کی زندگی اور بھلا چاہتے ہو تو جھوٹی اور منافقانہ سیاست سے دستبردار ہو جاؤ اور حقیقت کا سامنا کرو!

مسائل اور مشکلات کے بنیادی حل پر سوچ بچار کرو اور افغانستان میں غاصبانہ دراندازی سے باز رہو!

اور اگر یہ سارا کچھ ترک نہیں کرتے تو پھر ایک بھیا تک اور خوفناک صبح کے لئے تیار ہو جاؤ! الیس الصبح بقریب ؟

[بشکریہ: شہامت]

☆.....☆.....☆

☆ نماز پڑھیں اس سے پہلے کہ آپ کی

نماز پڑھی جائے۔

☆ سچ نجات دیتا ہے جب کہ جھوٹ ہلاکت میں مبتلا

کر دیتا ہے۔

☆ جنت تلواروں کے سائے تلے ہے۔

کچھلی ایک دہائی سے افغانستان کا دفاع کیا اور اپنے پُر قہر اور غضب ناک حملوں کے سبب مغرور غاصب فوج کے ہزاروں فوجیوں کو ذلیل و خوار کر کے جہنم واصل کیا۔ انہی قربانیوں کی برکت سے آج امریکہ اور اس کے ۴۵ اتحادی مسلسل شکست سے دوچار ہیں اور ان کے اعصاب شل ہو گئے ہیں۔

صوبہ کاپیسا کے جہاد اور مجاہد دوست ضلع نگاب میں کچھ روز قبل ایک باہمت افغانی مجاہد نے سیویں کی تعداد میں فرانسیسی فوجیوں کو مرنے کا کیا جس کی وجہ سے فرانسیسی صدر سرکوزی [پشتو زبان میں سرکوزی اس بندے کو کہتے ہیں جس کا ”سر“ نیچے ہو] کا سر ذلت کے مارے اتانچے ہو گیا کہ اس نے فوراً ہی فرانسیسی افواج کے افغانستان سے طے شدہ میعاد سے قبل انخلاء کا اعلان کیا۔ یہ فعل اس بات کی عکاس ہے کہ قابض اتحادی ممالک میں اس جنگ کو مزید طول دینے کا حوصلہ نہیں رہا اور وہ ایک ایک کر کے کسی ”باعزت“ طریقے سے اس دلدل سے نکلنا چاہتے ہیں۔ دنیا کے بیشتر جنگی ماہرین یہ سمجھتے ہیں کہ امریکہ بلاشبہ اس جنگ کو ہار چکا ہے اور اس کا خواب کبھی بھی شرمندہ تعمیر نہیں ہو سکے گا۔

یہ بات تو واضح ہے کہ امریکہ اور نیٹو اپنی افواج کے افغانستان میں رہنے کو جو بھی نام دیں اور اس کو کسی بھی نظر سے دیکھیں لیکن آزادی پر جان قربان کر نیوالی افغان قوم ان کو ایک حملہ آور اور غاصب کے نام سے جانتی ہے۔

تاریخ شاہد ہے کہ افغان قوم نے کبھی بھی کسی غیر قوم کے جھنڈے تلے زندگی گزارنا گوارا نہیں کی۔ یہی وجہ ہے کہ اس سرزمین پر چنگیز سے لے کر انگریز اور سرخ روی افواج سے لے کر امریکی درندوں تک کے سرتن سے جدا ہوئے اور ان کی مغرور پیشانیاں زمین بوس ہو گئیں۔

مصرین کی نظر میں افغان قوم امریکہ اور کرزئی نظام سے اسی طرح بے زار اور متنفر ہیں جس طرح چنگیز، انگریز اور روس سے بیزارتھے۔ اگر امریکہ اور نیٹو نے افغانستان سے اپنی افواج کا انخلاء جلد شروع نہ کیا تو انہیں انگریز اور روس سے کہیں زیادہ ذلت آمیز اور کٹھن نتائج کا سامنا کرنا

ریج الثانی میں ہونے والے دشمن اور مجاہدین کے مالی اور جانی نقصانات

نمبر	صوبہ	کارروائیوں کی تعداد	فدائی حملے	دشمن کے جانی اور مالی نقصانات					مجاہدین کے جانی اور مالی نقصانات		
				میلیوں کی اسرار	زمینی جہتی	ایجنٹوں کا قتل	ایجنٹوں کا زخمی ہونا	فوجی کارروائیوں اور ٹینکوں کی جانی	مجاہدین کی جہازیں	زمینی مجاہدین	کارروائیوں کی جانی
1-	قندھار	119	1	71	46	128	40	72	5	8	
2-	بلخ	156	2	92	81	94	47	88	17	34	
3-	غزنی	14		6	3	9	8	8	3		
4-	غوست	42		20	9	23	16	15			
5-	نورستان										
6-	میدان وردک	1				3				1	
7-	کونڑ	43		10	11	13	3		2		
8-	پکتیکا	2		11				1			
9-	زابل	2		8		1					
10-	لورگر	10		10	15	3	4	2			
11-	کاپیسا	30		5	5	29	27	5			
12-	روزگان										
13-	پکتیکا	2		1							
14-	فروز	10				17	14	6	1		
15-	کابل	3				1					
16-	ننگرہار	36		29	21	20	28	14	1		
17-	لغمان	13		8	2	12	12	3			
18-	پراگ	18		2		38	14	9			
19-	نیروز	22		3		36	15	8		1	
20-	بادغیس	5		4	3	1		1	1		
21-	قندرز	5				4	6	1			
22-	پنجاب	4				5		2			
23-	قاریاب	9		11	3	6	2	2	4	2	
24-	غور										
25-	پروان	7		2		6	2	3			
26-	نمروز										
27-	سنگار	2				6					
28-	بدخشان	1									
29-	بامیان										
30-	بلخ	2				3	4				
31-	جوزجان	5		3	4	29	5	3	1	2	
32-	دای کنڈی										
33-	سرپل	3				6	3	1	1	2	
34-	خیشیر										
	مجموعہ	566	3	296	203	493	250	244	36	50	

دشمن کے گمراہ جانے والے طیارے: ۱۔ پہلی کا پٹر زابل میں ۲۔ ایک ڈرون ملبارہ غزنی میں ۳۔ ایک ہیلی کاپٹر ننگرہار میں ۴۔ ایک ہیلی کاپٹر پکتیکا میں ۵۔ ایک ہیلی کاپٹر پکتیکا میں

فرمان امیر المومنین

ہمارے دشمنوں کی کوشش ہے کہ ہماری نوجوان نسل کو غیر اقوام کی غیر اسلامی تہذیب و ثقافت کے اسیر بنائیں۔ اور اس مقصد کے لئے وہ لوگ ماہرانہ انداز میں تبلیغی سرگرمیاں جاری رکھے ہوئے ہیں۔ وہ لوگ بڑے بڑے مالی مصارف اٹھا رہے ہیں کہ کسی طرح سے ہماری نوجوان نسل کی افغانی اور اسلامی تشخص کو مسح کر سکیں۔

افغانی نوجوانو! مسلمان اور افغان ہونے کے ناطے تمہاری ذمہ داری ہے کہ تم دشمن کے ان سازشوں کے سامنے اپنی ہر صلاحیت واستعداد استعمال کر کے بند باندھ لو اور اپنے تاریخی، ثقافتی اور دینی دشمن کی چالوں کو ناکامی سے دوچار کر دو۔

SHARIAT

Monthly Islamic Magazine

1st Year Issue 1March- April 2012

